وسیلۂ معرفت

عرف

رازِ تصوف

یعنی

سوانح پاک قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین قبلۂ عالم

حضرت حاجی شاہ عبدالرحمٰن صاحب

قدس سرہٗ سیلانی شاہ مجرد

قادری نقشبندی چشتی سہروردی مجددی دہلوی

مرتبہ

محمد خیر الدین عرف خیر اللہ شاہ مجرد قادری

سفر کرنا آپ کا بحکم اپنے قبلہ پیر و مرشد کے جانب برار و دکن اور آپ سے کرامتیں ظاہر ہونا

حضرت مولانا خیر الدین مجرد رحمۃ اللہ علیہ نے جب محمد عبدالرحمٰن صاحب کو بیعت عطا کردی اور گنج عرفان سے ان کا دل معمور کر کے شراب معرفت پلادی تو آپ کو برار کی جانب سفر کرنے کی اجازت دی، آپ چوپڑہ سے رخصت ہو کر مقام چکلی ضلع بلڈانہ میں آن کر مقیم ہوئے، اور محلہ بارہ بھائی کے عاشور میں سکونت اختیار کی آپ کا معمول تھا کہ آپ رات کو قبرستان کی طرف نکل جاتے اور رات بھر وہیں رہتے صبح کے وقت بستی میں تشریف لاتے گرد و نواح میں آپ کی ریاضت اور درویشی کا جب شہرہ بلند ہوا تو مخلوق خدا جوق درجوق آپ کی قدم بوسی کیلئے آنی شروع ہوئی اور فیض و برکات حاصل کرنے لگی۔

۱۳۲۱ھ کا ذکر ہے کہ ایک روز سیلانی شاہ میاں نے مسجد کے موذن سے تھوڑا تیل مانگا، اتفاق سے ایک اور شخص شاعر جو وحشی تخلص کرتا تھا وہ بھی موجود تھا یہ دونوں یک زبان ہو کر بولے کہ تیل مسجد کا ہے بازار سے جا کر لے آؤ، کچھ اور بدتہذیبی کے الفاظ دونوں نے زبان سے کہے جن کو سنکر سیلانی میاں پر جذب کی حالت طاری ہوگئی! اور فرمایا کہ موذن تو کتے کی موت مرے گا اور وحشی سے کہا کہ تو ٹھوکر کھا کر گرے گا اور مر جائے گا، خدا کی قدرت چند روز بھی نہ گذرے تھے کہ موذن ایک روز رفع حاجت سے پاک ہونے کیلئے ندی کے کنارے گیا، وہاں ایک دیوانہ کتا بیٹھا ہوا تھا، اس نے لپک کر موذن کی پنڈلی دانتوں سے پکڑ لی اور گوشت کی بوٹی اتار لی، موذن کو شفاخانہ لے جایا گیا مگر کچھ فائدہ نہ ہوا اور وہ اسی حالت میں مر گیا، شاعر وحشی ۱۸ محرم کو بمقام ڈونگاؤں بنئے کی دوکان سے کچھ سامان خرید کر لئے جا رہا تھا کہ راہ میں ٹھوکر کھائی اور گرتے ہی دم نکل گیا، ان دونوں واقعات کی اطلاع چکلی کے ہر خاص و عام کو ہے، اس لئے اہل اللہ اور فقراء سے بدزبانی کے ساتھ پیش آنا یا ان کے حق میں گستاخی کرنا بڑی بدبختی ہے، دلیل ہے غضب الٰہی نازل ہوتے دیر نہیں لگتی، کیوں کہ یہ برگزیدہ لوگ ہمیشہ اپنے حال میں مست اور مگن رہتے ہیں بمصداق قولہ تعالیٰ:

الاان اولیاء اللّٰہ لاخوف علیھم ولاھم یحزنون

اسی محلہ میں مسمی نصیر محمد نے میاں کے ساتھ بے ادبی کی اور گستاخی سے پیش آیا، چنانچہ کچھ عرصہ نہیں

گذرا کہ ساری بستی میں طاعون زور کے ساتھ پھیلا، لوگ بستی چھوڑ کر جنگلوں میں نکل گئے، اور نصیر محمد کا مکان آتش غضب سے جل کر خاک سیاہ ہو گیا، اس کا مالی نقصان بہت ہوا، اس وقت سیلانی میاں موضع پیپل گاؤں سرائے میں مقیم تھے جو چکلی سے ۱۰ میل کے فاصلہ پر ہے، تمام اہل بستی گھبرائے اور آپس میں صلاح و مشورہ کر کے کہنے لگے کہ سیلانی میاں کو پیپل گاؤں سے چلکر لانا چاہئے، چنانچہ یہ سب لوگ پیپل گاؤں گئے اور میاں سے منت و سماجت درخواست کی کہ ہماری خطاؤں کو معاف کیجئے اور چکلی تشریف لے چلئے چنانچہ آپ نے ان کو معاف کر دیا بلکہ ان کے حق میں دعا خیر کی، آپ کو لوگ ستاتے تھے مگر آپ ہمیشہ ان کے حق میں دعا خیر فرماتے ۱۳۲۲ھ کا ذکر ہے کہ ست پڑہ پہاڑ جو چوپڑہ سے کچھ فاصلہ پر ہے حضرت بابا تاج الدین کا مزار پرانوار اسی پہاڑ پر واقع ہے، انہی ایام میں حضرت تاج الدین بابا کا عرس شریف تھا، چوپڑے سے سیلانی میاں کے ساتھ پنجابی شاہ اور مستان شاہ بھی عرس میں تینوں صاحب تشریف لے گئے وہاں جمع بکثرت تھا، اور پانی کی بڑی قلت و کمی تھی، ایک شخص سیلانی میاں کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا کہ پانی نہیں ہے بلکہ تین تین کوس دور پانی کا پتہ نہیں ہے، چوپڑہ کا ایک آدمی دھوپ کی گرمی اور پیاس کی شدت سے بیقرار ہے حضور اس کا کچھ انتظام فرمائیں، سیلانی میاں نے مستان شاہ سے فرمایا کہ تم جاؤ اور کھورے سے پانی لاؤ، حالاں کہ کھورے (چشمہ) میں ان دنوں پانی خشک ہو جاتا ہے لیکن خدا کی قدرت اور میاں کی دعا سے اس وقت کھورے میں پانی نکل آیا اور مستان شاہ کھورے سے پانی ساتھ لے کر بامراد واپس لوٹے، اور عام مخلوق اسی چشمہ سے سیراب ہوئی، یہ کرامت اور واقعہ ہر خاص و عام کو معلوم ہے، اسی سال کا واقعہ ہے کہ علاقہ مغلائی کے مقام پر فرداپور کے قریب جنگل میں ایک ولی اللہ کا مزار ہے، حضرت سیلانی میاں چار دیگر اشخاص کے ہمراہ چوپڑہ سے نکل کر اس مزار پرانوار پر قیام فرما ہوئے، اتفاق سے ایک روز وہاں ۴۰ آدمی نہ معلوم اس دشت بیاباں میں کہاں سے آگئے اور کھانے کے طالب ہوئے، اس وقت میاں کی زنبیل میں صرف ۲ سیر آٹا تھا، بوقت شام انتظام طعام کیا گیا، چنانچہ اس کھانے میں خدا نے اس قدر برکت عطا کی کہ سب نے دو دو وقت سیر ہو کر کھانا کھایا یہ کرامت فرداپور کے تمام لوگوں کو معلوم ہے۔

دل میں خدا سمایا ہے مستی کو کیا کروں ــ بے پر ہی اڑ رہا ہوں میں کشتی کو کیا کروں
اس دل کی بیقراریوں سے جاؤں میں کدھر ــ جنگل میں رہوں کیوں کر بستی کو کیا کروں
طالب ہوں میں تو یار کے دید ثواب کا ــ دنیا خراب و خوار ہے بستی کو کیا کروں
دم دے چکا ہے مجھ کو دریا حباب سا ــ گم گشتی خیال کی خستی کو کیا کروں
آتے نہیں ہو سامنے سیلانی زماں ــ پھر اپنی اس بلندی و پستی کو کیا کروں

کرامت دوم : ایک روز چکلی سے حضور پرنور نے چوپڑہ جانے کی تیاری کی، اور آپ کو حضرت مجرد سے ملنے کا شوق دامن گیر ہوا، آپ چکلی سے نکل کر دو ہی میل کے طے کر سکے ہوں گے کہ مسمی جلال شاہ فقیر نے مریدوں سے کہا کہ سیلانی میاں کے پاس ریل کے سفر کا کرایہ نہیں ہے نہ ان کو کسی نے دیا ہے آپ کو ضرور

تکلیف ہوگی، آپ نے اپنا گھوڑا وہیں روک کر جلال شاہ سے فرمایا کہ جلال شاہ پھر تو کہو تم کیا کہہ رہے تھے، جلال شاہ نے عرض کی کہ میاں آپ کے پاس ریل کے سفر کیلئے زادِراہ نہیں ہے، چنانچہ ان لوگوں سے میں یہی کہہ رہا تھا کہ حضور کو تکلیف ہوگی آپ نے اسی وقت اپنے پہلو میں ہاتھ ڈالا اور ایک چمکدار روپیہ مٹھی کھول کر سب کو دکھایا اور کہا کہ ہم کو ہمارے مرشد نے بہت کچھ خرچ کرنے کیلئے دے رکھا ہے، ہمیں فکرمند ہونے کی قطعی ضرورت نہیں ہے، یہ واقعہ دیکھ کر جلال شاہ اور دیگر مریدین ششدر رہ گئے اور جوش عقیدت میں آ کر حضور کے قدموں پر گر پڑے، اس کے بعد آپ راہی چوپڑہ ہوئے۔

سید حسین صاحب چیف جو کہ آپ کے مرید تھے اور خاص چکلی کے باشندے تھے ایک روز انہوں نے آپ کی دعوت کی اور اپنے مکان پر کھانا کھلانے کیلئے لے گئے، کھانے سے فارغ ہونے کے بعد انہوں نے عرض کی کہ بابا میاں میرے لئے دعا فرمایئے کہ اللہ پاک مجھے ایک بھائی عطا کرے، حضور نے فرمایا کہ اچھا ہم دعا کریں گے اور ان دونوں مائیوں کیلئے بھی دعا کی جائیگی، خدا پاک ان کو بھی فرزند عطا کرے گا، چنانچہ حضور نے درگاہ باری تعالیٰ میں دعا فرمائی اور ایک عرصہ کے بعد تینوں بیبیوں کے فرزند تولد ہوئے۔

ایک مرتبہ مجھ سے خیر اللہ شاہ قبلہ پیرومرشد نے فرمایا کہ تم جاؤ اور شاہ نور میاں کو بلا کر اپنے ہمراہ لے آؤ میں بموجب فرمان شاہ نور میاں کو بلا لایا، پیر مرشد نے فرمایا بیٹھ جاؤ، شاہ نور میاں سامنے دیوار کو تکیہ لگا کر بیٹھ گئے، تھوڑی دیر ادھر ادھر کی باتیں ہوتی رہیں، اسی دوران میں حضرت پیرومرشد نے اپنی آنکھیں بند کرلیں، اور شاہ نور میاں کے اوپر کچھ روحانی اثر ڈالا کہ وہ دیوار کے سہارے بیٹھے بیٹھے بے ہوش ہو گئے، میں حضرت کا یہ روحانی اعجاز دیکھ کر مسکرا دیا، تھوڑی دیر کے بعد شاہ نور میاں کو ہوش آیا تو وہ عرض کرنے لگے کہ میں یہاں نہیں بیٹھوں گا، مجھے اپنے گھر جانے کی اجازت دیجئے، حضرت نے فرمایا کہ اور بیٹھو، شاہ نور میاں نے کہا اب تو جانے دیجئے حق تعالیٰ نے حضور کو ایسی زبردست روحانی طاقت عطا فرمائی تھی۔

ظہور محمد رائے پوری فرماتے ہیں کہ ایک روز میں چکلی گیا اور بادشاہ سائیں سے کچھ بات چیت کی اور واپس چلا آیا، ان دنوں حضرت قبلہ سیلانی میاں رائے پور ہی میں تشریف رکھتے تھے، مجھے فرمانے لگے کیا تم چکلی گئے تھے ہمیں کچھ معلوم ہے اور جو کچھ بادشاہ سائیں سے تم باتیں کر آئے ہو اسے تفصیل وار تمہیں بتائیں گے، حضور کی روشن ضمیری کا یہ عالم تھا کہ یہ کلام سن کر دنگ رہ گیا اور خاموش رہا۔

ظہور محمد رائے پوری کا بیان ہے کہ ایک روز شب کے وقت حضور اقدس حجرہ میں تشریف فرماتے اور میں باہر کھڑا تھا، حجرہ کے اندر اندھیرا تھا، حضور نے مجھے فرمایا کہ اندر آؤ میں اندر گیا میں نے دیکھا کہ آپ کی چشم پرانوار مثل دو مشعلوں کے روشن تھیں، آپ نے چراغ کی طرف نظر اٹھائی اور وہ فوراً روشن ہو گیا، یہ دیکھ کر میری حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی۔

کرامت چهارم : ظہور محمد رائے پوری روایت کرتے ہیں کہ ایک روز میں دکان سے باہر کھڑا ہوا تھا اور حضور سیلانی میاں صبح سے میری دکان میں رونق افروز تھے، دس بجے کے قریب دو اہل ہنود جو میری زراعت

کے شراکت دار تھے وہ دو کوس دور ایک دیہات سے چل کر میرے پاس آئے میں نے ان سے کہا کہ تم لوگ اتنی دیر کر کے کیوں آئے اور اب تک کہاں رہے انہوں نے جواب دیا کہ ہم لوگ مال سونبہ کے پہاڑ میں سیلانی مہاراج کے پاس رک گئے تھے میں نے کہا میاں تو صبح سے میری دکان میں تشریف رکھتے ہیں تم جھوٹے ہو، وہ دونوں حیرت زدہ ہوئے اور میں بھی تعجب کرنے لگا بعد میں میاں نے فرمایا کہ وہ دونوں سچ کہتے ہیں یہ کرامت ولی کی ہے جہاں چاہیں جاسکتے ہیں۔

سمجھ کیا ہے تیری احقر جواں رمزوں کوئی فلک ہفتم کی سیریں کر رہے ہیں شاہ سیلانی

کرامت پنجم : خیر اللہ شاہ کا چشم دید واقعہ ہے کہ ایک لڑکا مسمی نظام الدین میاں کا مرید تھا اس نے شادی بجانے کیلئے میاں سے اجازت مانگی، میاں نے کہا بابا تیرا نقصان ہوگا، وہ نہ مانا اور خلاف مرضی میاں کے مقام ولتی شادی بجانے چلا گیا، امر الٰہی اور مرشد کی نافرمانی کا نتیجہ دیکھو کہ دوسرے روز اژدہام شادی کے اندر ایک دیوانہ کولہا آ گیا، اور اس نے نظام الدین کو کاٹ لیا، نظام الدین واپس گھر تو آ گیا مگر دو تین روز کے بعد مر گیا، مرشد کو جب اس کی خبر ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ ہم نے پہلے ہی کہا تھا کہ شادی بجانے کیلئے نہ جا وہ نہ مانا اور ہماری نافرمانی کی آخر سزا کو پہنچا، آپ کا فرمانا صحیح نکلا۔

کرامت ششم : (اسماعیل کی مراد بر آئی) قصبہ دونڈ گاؤں میں اسماعیل خان آپ کا ایک مرید رہتا تھا، آپ سے عرض کرنے لگا کہ میاں میرے کھیت میں ایک پیپل کا درخت ہے اور اس میں ایک بڑا سانپ رہتا ہے میں اس سے ہمیشہ خوفزدہ رہتا ہوں، کہ مجھے بار بار نظر آتا ہے میاں نے فرمایا چلو وہ درخت ہمیں دکھاؤ، اسماعیل خان اور مرشد دونوں کھیت میں آئے میاں نے غور سے درخت کی طرف دیکھا اور فرمایا کہ وہ سانپ اب نہیں نکلے گا چند روز بھی نہ گذرے تھے کہ اس درخت پر بجلی گری جس کی خبر مرشد کو بھی ہوئی آپ نے فرمایا درخت کے ساتھ وہ سانپ بھی جل گیا ہے، اب کوئی فکر کی بات نہیں ہے سچ ہے اللہ والے بزرگوں کا فرمان خالی از مصلحت نہیں ہوتا۔

کرامت ہفتم : ظہور محمد رائے پوری کا بیان ہے کہ ایک روز میں اور قبلہ سیلانی میاں بیٹھے ہوئے تھے سیلانی میاں نے فرمایا کہ ایک صدر الدین اورنگ آباد سے رائپور آرہا ہے، میں نے عرض کیا کہ میاں وہ کب تک آجائے گا، حضور نے فرمایا کہ یا پرسوں پہونچے گا، بموجب ارشاد حضور کے وہ شخص اسی روز وارد ہوا، میاں کی روشن ضمیری دیکھ کر میں ششدر رہ گیا۔

ایک روز کا ذکر ہے کہ ایک آدمی کسی جرم میں قید ہوا، اس کی ماں آہ وزاری کرنے لگی اور اسی حالت میں سیلانی میاں کے حضور میں حاضر ہوئی، گڑگڑا کر میاں سے عرض کرنے لگی کہ حضور دعا کریں کہ میرا لڑکا قید سے نجات پائے آپ نے فرمایا کہ تیرا بچہ قید سے چھوٹ کر آجائے گا کچھ عرصہ بعد بموجب ارشاد آپ کے وہ لڑکا قید سے رہا ہو کر اپنے گھر آ گیا۔

بابا منھار کا واقعہ ایک فقیر کے ساتھ

مسمی بابا منھار کسی غرض سے ایک موضع کو گیا۔ وہاں اسے ایک فقیر ملا اس نے فقیر سے کہا شاہ صاحب اس قدر لاغر اور کمزور کیوں ہو، فقیر نے جواب دیا ہم سے کیا پوچھتا ہے، ہم تو خود مرے ہوئے ہیں، بابا منھار بولا جب تم مرے ہوئے ہو تو تمہارے جسم میں خون بھی نہ ہوگا، فقیر۔ نے کہا آ دمیرا جسم کاٹ کر دیکھ لو، بابا میاں نے کہا شاہ صاحب جانے بھی دو ان باتوں سے کیا فائدہ ہے، مگر شاہ صاحب بہت اصرار کر رہے تھے کہ بابا ہم کو کاٹ کر دیکھو تھوڑی دیر میں وہ فقیر بابا کے قدموں میں گر پڑا اور کہنے لگا اب میری ضد پوری ہوگئی، معاف کیجئے لوگ کہنے لگے کہ شاہ صاحب ہم آپ کو مناتے جاتے تھے اور آپ مانتے نہ تھے اب کیا ہوگیا، جو پیروں پڑتے ہو، وہ کہنے لگا کہ ایک فقیر برہنہ سر میرے پیٹ پر چھری چلاتا تھا اس لئے میں معافی چاہتا ہوں ایسے ایسے کمالات سیلانی میاں کی ذات سے ظہور میں اکثر آتے تھے۔

سیلانی میاں کا ارشاد مریدوں سے

شیخ یسین صاحب فرماتے ہیں کہ میں اور سیلانی چکلی سے رائے پور جا رہے تھے، اثناء راہ میں اگھا پور موضع ملا اور بارش زور کی ہو رہی تھی، اس لئے چند منٹ ٹہرنے کیلئے چاوڑی میں چلے گئے، تھوڑی دیر نہ گذری ہوگی کہ سیلانی میاں نے فرمایا اس چاوڑی سے باہر نکل چلو ورنہ چاوڑی گرا چاہتی ہے، میں نے میاں سے عرض کی کہ میاں یہ مکان پختہ ہے اور مضبوط بنا ہوا ہے، اس کے گرنے کا اندیشہ نہیں ہے، آپ نے فرمایا نہیں یہ گرا چاہتا ہے، ہم اس مکان سے نکل کر دس قدم بھی نہ گئے ہوں گے کہ چاوڑی آن کی آن میں سربسجود ہوگئی۔

قصیدہ

جس نے درحضور کی پائی گدائی ہو
قبضہ میں اس کے پھر نہ کیوں ساری خدائی ہو

مجنون بنے جو لیلٰی کا دنیا سے دور ہو
کیوں کر نہ اس کی عرش بریں تک رسائی ہو

زاہد کو اپنے زہد و عبادت پہ ناز ہے
روزِ حساب دیکھنا کس کی رسائی ہو

اپنی خودی کو مار کے کشتہ ہو گر کوئی
اس کا وجود دہر میں پھر کیمیائی ہو

سیلانی خوف کیا ہے اس کو جہاں میں
جس دل نے حق کے نام کی بس لو لگائی ہو

کرامت ہشتم : ظہور محمد رائے پوری کا بیان ہے کہ ایک سال بارش کم ہوئی تھی اور میں جوار کی گاڑیاں چکلی لے جا رہا تھا آپ نے فرمایا کہ جوار مت فروخت کرنا، جوار گراں ہوجائیگی، چنانچہ بموجب حکم میں نے چند روز توقف کیا جوار کا نرخ آپ کے کہنے کے بموجب گراں ہوگیا، خداوند تعالیٰ نے آپ کو ہر حال سے واقف اور آگاہ کیا تھا۔ روایت ہے کہ ایک شخص کی شادی کی تاریخ مقرر ہوگئی، اور رسم نکاح کا وقت قریب آیا مگر دولہا صاحب اپنے گھر سے غائب تھے، اس بات کا ہر جگہ چرچا ہوا، کسی نے کہا کہ سیلانی میاں سے جاکر

عرض کرو کہ دولہا مکان سے غائب ہے اور وقت نکاح قریب آ گیا ہے یعنی آج ہلدی کی رسم ادا ہونی چاہئے، لوگوں نے حضور سے جا کر عرض کیا آپ نے فرمایا کہ فکر نہ کرو وہ رسم کے وقت آ جائے گا، چنانچہ حضور کے فرمانے کے بموجب رسم ہلدی کے ٹھیک وقت دولہا آ گیا، اور کل براتی نوشہ کو دیکھ کر باغ باغ ہو گئے، اور سیلانی میاں کی کشف و کرامت کے قائل ہو گئے۔

دیوانے لڑکے کا میاں کی دعا سے اصلی حالت پر آ جانا

تونگر کچھ نہیں دیتے گدا کچھ دے بھی دیتے ہیں
گلوں سے خار بہتر ہیں جو دامن تھام لیتے ہیں

روایت ہے کہ قصبہ رائے پور میں کسی بزرگ فقیر کو ناحق ایک شخص نے قتل کر ڈالا، حالاں کہ قاتل ان فقیر صاحب کے خاندان ہی میں سے تھا وجہ یہ تھی کہ مقتول فقیر اس کے نواسوں کی اولاد کو اپنی روحانی طاقت سے تکلیف پہنچایا کرتا تھا ان میں سے ایک لڑکا دیوانہ تھا کسی نے سیلانی میاں تک یہ خبر پہنچائی، کہ ایک دیوانہ لڑکا ہے اور اکثر آپ کو یاد کیا کرتا ہے کیا آپ اسکی حالت پر توجہ فرمائیں گے، حضور نے ارشاد کیا کہ اس لڑکے کو ہمارے پاس لاؤ اور تھوڑے پھول بھی ہمراہ لانا، پس وہ لوگ اس لڑکے کو معہ پھولوں کے لائے اور آپ کے قدموں میں لا کر اس لڑکے کو بٹھا دیا، آپ نے پھولوں پر کچھ دم کیا اور اس لڑکے سے کہا کہ ان پھولوں کو سونگھو حضور تھوڑی دیر مراقبہ میں رہے اور اپنی روحانی طاقت سے ان بزرگ کی روح کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اس بچے کو معافی دیجئے، چنانچہ ان بزرگ کی روح نے آپ کی سفارش سے لڑکے کو رہائی دی، وہ لڑکا دو روز تک بے ہوش رہا مگر حضرت سیلانی میاں کی دعا اور سفارش سے بالکل تندرست ہو گیا۔

چکلی کے شیخ نادو کی دعوت

ماسٹر عبداللہ خاں راوی ہیں کہ ایک روز شیخ نادو ساکن چکلی نے بیعت میں داخل کرنے کیلئے سیلانی میاں کو دعوت دی، اس وقت نصیر آباد کے حافظ میاں بھی چکلی میں موجود تھے، غرض حافظ میاں نے اپنے مریدوں سے کہا کہ جس وقت سیلانی شاہ مرید کرنے آویں تو تم لوگ راستہ میں کھڑے ہو کر پتھر مارنا، سیلانی میاں اس راستہ سے گذرے مگر کسی کو ان کی طرف پتھر پھینکنے کی جرأت نہ ہوئی، حالاں کہ ان کے ہاتھوں میں پتھر تھے، جس وقت آپ بیعت دے کر واپس ہوئے تو آپ نے ان لوگوں سے کہا کہ کیوں بابا ہم نے تم لوگوں کا کیا بگاڑا تھا جو تم پتھر مارنے پر آمادہ تھے، ان لوگوں نے انکار کیا اور معافی مانگی بلکہ قدم بوس ہوئے آپ کو اللہ تعالیٰ نے اس درجہ روحانی کشش عطا فرمائی تھی کہ دشمن بھی ایک نظر بھر کر دیکھ لینے سے موم ہو جاتا ہے۔

اپنا ہی عشق مجھ کو عطا کر تو اے خدا
لے لے مجھے تو اپنے ہی حفظ و امان میں
زاہد کو گر ہوس ہے تو جنت کی ہے ہوس
ناحق کو جی رہا ہے فقط اس گمان میں

یکتائی کی شریک دوائی کیسے ہو سکے　　کیوں کر کوئی نشاں ملے اس بے نشان میں
سوزندگی عشق سے میں بے قرار ہوں　　کانٹا کھٹک رہا ہے شب و روز جان میں
جاگیں گے روز حشر جو سوئے ہیں موت سے　　مرنے کے بعد ان کے اب آیا دھیان میں
قالب سے ان کے روح نکل بھی گئی تو کیا　　سیلانی شاہ بیٹھے ہیں اب لا مکان میں

طاعون کی بیماری سے کئی آدمیوں کو شفا

کرامت نہم : شاہ نور میاں کے لڑکے کو طاعون ہو گیا اور گلٹی کا پھوڑا بن گیا، اس لڑکے کا نام گلاب نور خاں تھا، جس وقت پیر و مرشد کو خبر ہوئی آپ اسی دم نور میاں کے گھر تشریف لے گئے اور گلاب نور کے پھوڑے پر دست مبارک پھیرا، خدا کی قدرت سے اسی وقت وہ پھوڑا پھوٹ گیا اور لڑکے کا بخار طاعون کم ہوتا چلا گیا۔ اسے بیماری سے پوری صحت حاصل ہوئی، اسی روز کالیا کولی کے طاعون کا آبلہ اٹھا آپ نے اسے پانی دم کر کے دیا، اللہ نے اسے بھی شفا بخشی، آپ جس بیمار کے پاس جا کر دعا فرماتے تھے خدائے عزوجل اسے شفا دیتا تھا۔

کرشمہ : ایک روز کا واقعہ ہے کہ شیخ گھاسی کی ماں حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کرنے لگی کہ میاں مری بہو درد کی تکلیف سے بیقرار ہے، دعا فرمائیے، کہ وہ اس درد سے نجات پائے اور اس کی مشکل آسان ہو جائے، حضور نے فرمایا کہ جا اس کی مشکل آسان ہو گئی، اور اس کے لڑکی پیدا ہوئی، شیخ گھاسی کی بیوی دوڑی ہوئی اپنے گھر کو آ گئی اور جا کر دیکھا کہ واقعی لڑکی تولد ہو چکی ہے، اس روشن ضمیری کا حال چکلی کے ہر خاص و عام جانتے ہیں، ماسٹر عبداللہ خاں کہتے ہیں کہ مقام دیول گاؤں راجہ میں شیخ کرّو کی شادی تھی، اور اس شادی میں حضور پر نور بھی تشریف فرما تھے، اس شادی کے ہنگامے میں ایک عورت کے زیور اور کپڑے چوری ہو گئے، اس بی بی نے جناب سیلانی میاں سے اپنا مال چوری جانے کا حال بیان کیا، آپ نے کہا کہ مائی تیری چوری کی چیزیں کل تیرے بستر پر ملیں گی وہ عورت وہاں سے چلی گئی اور منتظر وقت رہی، بموجب حکم مولا اس کی چوری گئی ہوئی چیزیں اس کے بسترے سے برآمد ہوئیں۔

کرشمہ : محمد قاسم کہتے ہیں کہ ایک روز چراغ میں تیل ختم ہو چکا تھا اور آپ مثنوی شریف تحریر فرما رہے تھے چراغ گل ہونا چاہتا تھا، حضور نے ارشاد فرمایا کہ چراغ میں پانی ڈالو، بموجب حکم آپ کے میں نے پانی چراغ میں ڈال دیا، مگر پانی ڈالتے ہی چراغ بجھ گیا، پھر فرمایا ایک آگ کی کاڑی لگاؤ میں نے کاڑی لگا دی تو وہ چراغ روشن ہو گیا اور برابر جلتا رہا۔

کرامت دھم : بابا منصار کہتے ہیں کہ قبلہ پیر و مرشد اور میں رائے پور میں تھے، پیر و مرشد نے مجھ سے

فرمایا کہ چلو چکلی چلیں، بموجب حکم میں ساتھ ہولیا، اور چکلی کی طرف روانہ ہوئے، بستی سے باہر کچھ فاصلہ گئے ہوں گے کہ آپ راستہ چھوڑ کر جنگل کی طرف چلے میں نے بچشم خود دیکھا کہ حضور والا زمین سے ادھر چل رہے ہیں، اور زمین قدم مبارک کیلئے تڑپ رہی ہے، تھوڑی دور گئے ہوں گے کہ ٹھہر گئے، اور میں بھی وہاں پہنچ گیا حضور والا نے فرمایا خیر اللہ شاہ آرام اور نیند میں ہے اور ہم تم بھی یہیں آرام کریں گے۔ ہم وہیں ٹھہر گئے، قبلہ پیر و مرشد کا ارشاد ہوا کہ سو جاؤ میں سو گیا، لیکن بسبب سردی مجھے نیند نہ آئی، منہ پر کپڑا ڈالے پڑا رہا، ذرا غنودگی سی ہوئی پھر ہوشیار ہو گیا میں نے دیکھا کہ حضور کے روبرو بڑی زبردست روشنی ہو رہی ہے، حضور نے مجھ کو آواز دی کہ بابا ہوشیار ہو جا، میں نے عرض کیا میں ہوشیار ہوں اور جاگتا ہوں آپ نے فرمایا یہاں ایک تارا آسمان سے ٹوٹ کر گرا تھا، خدا نے ہم تم دونوں کو بچا لیا پھر وہاں سے جانب چکلی روانہ ہوئے۔

مجھ خیر اللہ شاہ مصنف کتاب ہذا نے قبلہ پیر و مرشد سے عرض کیا کہ حضور عالی تاروں کا کیا مقام ہے غلام کو سمجھائیے کہ حضور کے سامنے جو تارا گرا تھا اس کی روشنی کہاں غائب ہو گئی، حضور نے ارشاد فرمایا کہ یہ مقام ابدالوں اور قلندروں کا ہے ابدال اور قلندر کو خدا نے اتنی طاقت عطا فرمائی ہے کہ اپنی روح کو اپنے جسم سے نکال دے اور پھر جسم میں داخل بھی کر سکتا ہے۔

مرنے کے بعد دیکھنا اس دلفگار کو — آنکھیں لحد میں روئیں گی دیدار یار کو
الفت کو یار تیری نہ بھولوں گا حشر تک — دل میں رکھوں گا مدتوں تصویر یار کو
زندہ ہوں ہجر یار میں روزِ ازل سے میں — اتنا ستانا کیا بھلا بیمار یار کو
خوبان بے وفا کی محبت کو چھوڑیئے — سر سے اتار پھینکیئے اس اپنے بار کو
خیر و میاں سے پوچھا کسی نے کدھر چلے — بولے وہ ہنس کے جاتے ہیں ہم کوئے یار کو

تکبر کا نتیجہ

ایک سال کا واقعہ ہے کہ شاہ نور صاحب اور جان محمد میاں کے درمیان کسی سبب سے نفاق ہو گیا شاہ نور میاں نے خیر اللہ شاہ سے کہا کہ مرشد نے جو نعمت ہم کو عطا کی ہے، وہ اب ہم سے واپس نہیں لے سکتے ہیں، اور ہمیں زیادہ ان سے طلب کرنا بھی نہیں ہے میں نے کہا یہ تمہاری غلطی ہے دیکھو مرید اگر آفتاب ہے تو مرشد سحاب ہے، کیوں کہ ابر آفتاب کو چھپا سکتا ہے، آخر شاہ نور میاں نہ مانے، دوسرے روز شاہ نور میاں میرے پاس آئے اور رونے لگے، میں نے کہا کیوں روتے ہو؟ انہوں نے کہا جو پہلے نظر آتا تھا وہ اب نظر نہیں آتا، میں نے کہا حضرت پیر و مرشد موضع سرائے پیپل گاؤں میں تشریف رکھتے ہیں جاؤ اپنا قصور معاف کراؤ شاہ نور میاں پیپل گاؤں گئے اور قبلہ پیر و مرشد سے معافی مانگی، اور اپنی خطا پر بہت کچھ نادم ہوئے جو صادق الاعتقاد ہیں ان کی منزل بھی آسان ہے، اللہ جل شانہ ہر مسلمان کو ایسا ہی پیر کامل عطا کرے کیوں کہ کامل ہر حال سے

واقف رہتا ہے۔

کرامت یازدھم : ایک روز کا ذکر ہے کہ قبلہ پیرومرشد اور خیر اللہ شاہ رائے پور میں بیٹھے تھے اتنے میں ظہور محمد کچھ کھانا لائے میں نے صرف ایک لقمہ اس کھانے میں سے اٹھا کر کھا لیا کہ آپ نے پلنگ سے نیچے اتر کر میرا ہاتھ پکڑ لیا اور فرمایا کہ فقیر ہو کر تم کھانے پر گرتے ہو، ظہور محمد صاحب نے کہا میاں انہوں نے ایک ہی لقمہ کھایا ہے آپ نے فرمایا نہیں بہت کھایا ہے، ہمیں اس بات کا ملال ہوا پیرومرشد سے میں نے کہا کہ میں چکلی جاتا ہوں آپ نے فرمایا جاؤ تمہاری خوشی مگر آؤ گے کب؟ میں نے کہا کل آؤں گا، جس وقت میں چکلی گیا میرے دل میں یہ ارادہ مستحکم ہو گیا کہ اب آپ کے پاس نہ جاؤ گا، مگر ساتھ ہی اس کے مجھے اس شدت کا بخار ہو گیا کہ سب گھبرانے لگے میں نے شاہ نور سے کہا کہ گلاب نور کو بھیج کر قبلہ پیرومرشد کو بلوالو یہ ساری خفگی انہی کی ہے، گلاب نور رائے پور گیا اور قبلہ پیرومرشد کو چکلی ہمراہ لے آیا مگر آپ میرے پاس تشریف نہ لائے جان محمد ماسٹر کے مکان پر اترے، آخر کار میں خود حاضر خدمت ہوا میاں نے کہا خیر اللہ شاہ تم کو بخار آ گیا تھا، اچھا اب بخار نہیں آئے گا، اللہ پاک نے آپ کو ایسی روحانی طاقت عطا فرمائی تھی کہ جس کا حد و حساب نہیں۔

لطف جب ہیکہ تجھی سے تری فریاد کروں میں کسی اور سے کیا شکوہ بیدار کروں

خیر اللہ شاہ اور عالی جناب قبلہ عالم سیلانی میاں ایک روز مرشد پاک مولانا محمد خیر الدین مجرد صاحب کے مزار پر بیٹھے ہوئے تھے، اس وقت مرشد نے فرمایا بمقام چکلی محمد یوسف کی زوجہ تین روز میں مر جائیگی بعدہٗ کھام گاؤں میں خبر ملی کہ واقعی محمد یوسف کی بی بی فوت ہو گئی، مرشد پاک کا فرمانا صحیح نکلا اللہ نے آپ کو روشن ضمیر بنایا تھا۔

کرامت دوازدھم : ایک فقیر مسمی یوسف شاہ آپ کا مرید آپ کے مکان کے قریب میں رہتا تھا جس وقت مرشد پاک باہر سے تشریف لائے وہ بدباطن مرشد کو دیکھ کر اپنا منہ پھیر لیتا، مرشد نے ایک روز فرمایا کہ بابا اس شخص کے جسم میں کیڑے پڑیں گے اللہ کے عاشقوں کا فرمان خالی نہیں جاتا، جو فرمایا تھا ویسا ہی ہوا، کسی کامل درویش کی شان میں گستاخی سے پیش آنا اور بے ادبی یا نظر حقارت سے دیکھنا نتیجہ اس کا ہمیشہ خراب نکلا ہے، اسی لئے ہر کامل وقت کو ہادی راہ رسول سمجھنا چاہئے اور اس کی اطاعت فرمانبرداری سے غافل نہ رہنا چاہئے۔

عبدالغفور چیف صاحب فرماتے ہیں کہ میں اور مرشد بمقام اجنٹہ بیٹھے ہوئے تھے میں نے حضور سے کہا کہ آپ میری والدہ اور ہمشیرہ کو جو اورنگ آباد میں مقیم ہیں مرید کر لیجئے، آپ نے فرمایا انشاء اللہ تعالیٰ شب گذاری اور صبح صادق نمودار ہوئی آپ نے مجھے بلایا اور فرمایا کہ اپنی والدہ اور ہمشیرہ کیلئے شجرہ لیجاؤ میں نے حضور سے عرض کی کہ مرید ہونے سے پہلے شجرہ کیا ہوگا، آپ نے فرمایا ہم نے انہیں مرید کر لیا ہے، میں ششدر رہا، آپ نے دو شجرے دیئے ہیں شجرہ لے کر اورنگ آباد روانہ ہوا اور والدہ صاحبہ سے مرید ہونے کا

حال دریافت کیا وہ کہنے لگیں سیلانی میاں کل شب کو یہاں تشریف لائے اور ہم دونوں کو بیعت دے کر چلے گئے، دیکھئے یہ کرامات حضور کی ذات سے ظاہر ہیں۔

محمد صدیق شاہ کا خودکشی کا ارادہ

جناب محمد صدیق شاہ صاحب سے روایت ہے کہ قبل مرید ہونے کے میں حیدر آباد میں بابا شرف الدین رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر مقیم رہا، اتفاقاً ایک شب جمعرات کو عالم خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک بزرگ شرف الدین میاں کے یہاں تشریف لائے ہیں اور میں ان کے پس پشت بیٹھا ہوں، ان دونوں بزرگوں میں یہ گفتگو ہوئی کہ یہ شخص جو بیٹھا ہے ان کی دلی تمنا کیا ہے! جو کچھ بھی ہوا سے دیدو، میں یہ گفتگو سن کر خوش ہوا مگر خاموش رہا میں نے چاہا کہ حضرت کے قدموں کو ہاتھ لگاؤں کہ میری آنکھ کھل گئی، اور خواب سے چونک پڑا، بلکہ حالت بیقراری میں بابا شرف الدین کے مزار اطہر سے چمٹ گیا، پھر اس کے بعد اورنگ آباد آیا، روضہ شریف کی جانب روانہ ہوا جو خلد آباد مشہور ہے، وہاں پہنچ کر جناب برہان الدین رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت سے مشرف ہو کر تمام بزرگان دین کی ارواح پاک کو فاتحہ اور کلام ربانی کا تحفہ پہنچایا، چند روز وہیں قیام کر کے مقام اجنتہ گیا اور پوسٹ آفس میں ملازمت کر لی، مگر ولی اللہ بزرگوں کو خواب میں دیکھنا اور ان کے مزارات پر حاضری کا یہ نتیجہ تھا کہ میرے دل کو بیقراری اور بے چینی تھی حتیٰ کہ ایک روز خودکشی کے ارادہ سے تیز چاقو لے کر میں جانب کوہ روانہ ہوا، قبلہ رو کھڑے ہو کر پہاڑ پر بیٹھ گیا اور چاہا کہ اپنے آپ کو ہلاک کر لوں کہ اسی وقت ایک آواز غائبانہ سننے میں آئی جیسے کوئی کہہ رہا ہے کہ او کمبخت! خدا کے فضل و کرم سے نا امید نہ ہو، خدا تعالیٰ اپنے کلام پاک میں فرمایا ہے **لا تقنطومن رحمة الله** اللہ کی رحمتوں سے مایوس نہ ہو، یہ ندا سن کر میرے اوپر بیہوشی طاری ہوگئی اور مجھے اپنی سدھ بدھ نہ رہی، ذرا ہوش آیا تھا کہ پھر ایک آواز سنائی دی کہ انسان کو تا زیست امید پروردگار سے رکھنی چاہئے اور چاہئے کہ اس کی مرضی پر صابر و شاکر رہے یہ غیبی آوازیں سن کر مجھے اطمینان قلبی نصیب ہوا، پھر اسی شب میں خواب ہوا کہ میں حضرت خواجہ برہان الدین رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مقدس پر سر بسجود آہ و زاری کر رہا ہوں اور مزار مقدس سے انوار الٰہی ہویدا ہیں مجھے ایسا محسوس ہوا کہ خواجہ برہان الدین مجھے سینہ سے لگائے ہوئے ہیں، اور فرماتے ہیں کہ یہاں سیلانی میاں موجود ہیں، تم اسے بیعت کر لو، تمہارے مقدر میں جو کچھ ہے تمہیں ان سے ملے گا،

جب میں خواب سے بیدار ہوا تھوڑا رات باقی تھی، جب صبح صادق ہوئی میں نے سیلانی میاں کے قدموں کو بوسہ دیا، اور جو کچھ عالم خواب میں نظر آیا تھا سب من و عن بیان کر دیا اور تین روز کے بعد سیلانی میاں نے مجھے داخل بیعت کیا اور لب تشنہ کو آب شیریں سے سیراب فرمایا، سیلانی میاں سے بیعت ہوتے ہی

یہ ایک اور قدرت خدا ظہور میں آئی کہ عالم خواب میں میں نے دیکھا کہ وہی جگہ ہے جو کہ بابا شرف الدین اور جناب دادا پیر محمد خیر الدین مجرد رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت پیر و مرشد سیلانی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ یہ کل بزرگان صوفیہ کی غلامی میں باادب حاضر ہوں اور پیر و مرشد فرما رہے ہیں کہ کیوں میاں دیکھا ہم یہاں بھی موجود ہیں

خادم یہ فیض مرشد دن رات پا رہا ہے
لذت فنا بقا کی مجھ کو چکھا رہا ہے

دو نور نار بن کر کیا کیا دکھا رہا ہے
موسیٰ کو طور پر بھی جلوہ دکھا رہا ہے

دیدار حق کا دیکھو معراج جانے والے
جبرئیل در پہ ان کے مژدہ سنا رہا ہے

دیوانو آؤ سن لو دیوانگی کا نغمہ
منصور دار چڑھ کر وہ لے سنا رہا ہے

فرش زمیں سے لے کر تا عرش اس کا جلوہ
ہر شان میں خدائی اپنی دکھا رہا ہے

کعبہ میں شیخ صاحب سجدہ کناں خدا کو
اور مست بت کے آگے سر کو جھکا رہا ہے

مقدور لکھا کے لایا تقدیر میں ازل سے
جب ہی تو عشق سیلاں در در پھرا رہا ہے

کرامت سیزدھم : خیر اللہ شاہ کا واقعہ ہے کہ ایک روز قبلہ پیر و مرشد نے اپنے جملہ مریدوں سے ارشاد فرمایا کہ آج شب کو حلقہ کیا جائے گا، لیکن اس روز اتفاق سے میرے دل میں کچھ نفسیانی خیالات سما گئے تھے، میں پیر و مرشد کے روبرو بیٹھا ہوا تھا آپ نے مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ خیر اللہ شاہ کیا بات ہے میں نے کہا خیریت ہے آپ نے اسی وقت سب مریدوں سے فرمایا کہ آج حلقہ نہیں ہوگا، اور تم سب لوگ اپنے اپنے گھروں کو چلے جاؤ اتنے میں شیخ وزیر مسلمان سے کہنے لگے کہ تم سانور گاؤں کب جاؤ گے، شیخ وزیر نے کہا میاں کل علی الصباح جانے کا ارادہ ہے پھر شیخ وزیر نے میاں سے کہا کہ آپ بھی چلیں گے اگر آپ چلیں تو میں گاڑی جوت لاؤں میاں نے فرمایا ہاں چلیں گے، چنانچہ وہ صبح گاڑی لے آیا، اور میاں نے اس پر سوار ہو کر مجھ سے فرمایا کہ خیر اللہ تم بھی چلو بس میں بھی ساتھ روانہ ہوا، سانور گاؤں پہنچ کر قبلہ پیر و مرشد نے فرمایا خیر اللہ شاہ اگر ہم تمہیں اپنے ساتھ نہ لے آتے تو تمہاری چھ مہینہ کی عبادت باطل ہو جاتی میں نے عرض کیا کہ حضور پر سب کچھ روشن ہے آپ نے کہا اسی واسطے پیر کامل ہونا چاہئے، کیوں کہ کامل ہر راز سے واقف ہوتا ہے، آپ نے کہا کہ ایسے وقت تم پر اور بھی گذریں گے، لیکن اللہ مرشد مددگار رہے گا میں اللہ کا شکر بجالایا کہ حضور کے کشف باطن سے میں وسواس نفسانی سے محفوظ رہا۔

آپ کا ایک مرید محمد قاسم ڈاک بنگلہ میں ملازم تھا، ایک روز وہ پیر و مرشد سے عرض کرنے لگا کہ میاں میری شادی کو ہوئے بارہ برس گذر گئے لیکن اب تک اولاد سے محروم ہوں، بارگاہ رب العزت میں دعا فرمائیے کہ مجھے اولاد نصیب ہو، قبلہ پیر و مرشد نے فرمایا ۱۲ ماہ کے بعد تجھے اولاد نصیب ہوگی، چنانچہ اس مدت کے بعد حضرت کی دعا سے اس غریب کی امید برآئی مگر اثناء حمل میں محمد قاسم کی بی بی کے چیچک نکل آئی اور اس کی زندگی

سے مایوسی ہوگئی، دائی کو بھی بلایا گیا، دائی نے دیکھ کر بتایا کہ اس کے حمل میں بچہ نہیں ہے، پھر ماجرا محمد قاسم نے میاں سے آن کر بیان کیا، حضور نے فرمایا تم کچھ فکر نہ کرو، جو منظور خدا ہے وہی ہوگا، ایک روز پیر و مرشد اس کے مکان پر گئے اور کہا کہ تم اپنی بی بی کو گود میں لے کر سامنے بیٹھو اور ہماری جانب رخ کرو، آپ نے پانی پر دم کر کے اس کی عورت کو پلایا اور بعد مدت حمل بچہ پیدا ہوا اللہ پاک نے آپ کی دعا میں ایسی تاثیر بخشی تھی۔

ایک دفعہ عبداللہ ماسٹر کے کچھ روپیہ چوری چلے گئے، اسی روز قبلہ پیر و مرشد عبداللہ ماسٹر سے فرمانے لگے تمہارا کچھ چوری گیا ہے، عبداللہ ماسٹر نے عرض کیا ہاں میرے روپے چوری گئے ہیں، آپ نے فرمایا گھبراؤ مت جہاں سے تمہارے روپیہ چوری گئے ہیں، اسی جگہ سے مل جائیں گے، دوسرے روز عبداللہ ماسٹر صاحب ہنستے ہوئے آئے اور کہنے لگے میاں آپ کا فرمان بجا نکلا۔

کرامت چہاردہم : آپ کے مرید بھکن ساکن پیپل گاؤں سرائے کے بھائی کی شادی تھی، اور بارات کسی دوسرے گاؤں کو جا رہی تھی کہ اس کی ماں سخت بیمار ہوگئی، وہ مرشد کی خدمت میں آیا اور اس نے یہ حال بیان کیا کہ میری ماں قریب المرگ ہے اس وجہ سے بارات بھی رکی ہوئی ہے، حضور دعا فرمائیں، حضور نے کہا کہ تم بارات کو لے جاؤ بھی تمہاری ماں مرے گی نہیں، شادی ہونے کے دو چار روز بعد مرے گی، وہ شخص پختہ اعتقاد تھا، بحکم پیر مرشد بارات روانہ ہوگئی، اور وہاں سے بارات رخصت ہو کر واپس آگئی تب بھکن کی ماں فوت ہوئی، یہ واقعہ پیپل گاؤں سرائے کے تمام لوگوں کو معلوم ہے۔

کرامت پانزدہم : مقام چکلی میں مولانا محمد خیرالدین مجرد صاحب کا عرس ربیع الاول کے مہینہ میں تھا اس وقت ہم کھام گاؤں میں تھے، مگر عرس کی شرکت کے خیال سے چکلی آگئے تھے، شاہ نور میاں بھی چکلی میں موجود تھے، حضرت قبلہ پیر و مرشد نے شاہ نور صاحب سے فرمایا کہ تم برابر جاؤ شاہ نور میاں نے انکار کر دیا قبلہ پیر و مرشد نے انکار کی وجہ دریافت کی تو بولے کہ اچھا جو فرمان ہو، حضور جاتا ہوں مگر اس طرف خیراللہ شاہ کو نہیں آنا چاہیئے۔ حضور نے فرمایا تم جاؤ خیراللہ شاہ وہاں نہیں آئیں گے ہم خیراللہ شاہ کو اپنی جگہ مقرر کرتے ہیں، چکلی میں بھی وہ کبھی کبھی آیا کریں گے، کچھ عرصہ بعد میں نے حضور سے وطن جانے کی اجازت مانگی، قبلہ پیر و مرشد نے فرمایا کہ جو حکم تم کو دیا گیا ہے تم اسے قبول کرو کیوں کہ دکن کے لوگ بہت مکار ہیں، ہمارے مرنے کے بعد یہ لوگ گستاخیاں کریں گے، اور تم ان کے ہر فعل سے واقف ہو، میں یقین کرتا ہوں کہ ان مکاروں کے مکر کو تہ خاک کر دو گے میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ مرشد نے تمہاری حالت اب تک رکھی ہے، وہ تادم زیست ایسی ہی رکھے گا، اللہ پاک نے تمہارے بزرگوں کو جو طاقت کشف روحانی کی بخشی ہے اس لئے ان کی مدد سے کوئی دوسرا تم سے بازی نہ لے جا سکے گا، ہمیں یہ معلوم ہے کہ تم حق پر ہو اور حق کی ہمیشہ فتح ہوتی ہے لہٰذا اللہ تمہاری مدد پر ہے تم اللہ کے برگزیدہ اور مقبول بارگاہ ہو تو ہمارے بھی ہو یہ تمام باتیں آپ نے چکلی کے سب مریدوں کے سامنے ارشاد فرمائیں۔

جناب قبلہ پیرومرشد مجھے فرمانے لگے کہ تمہارا ایک نکاح تو ہوگیا ہے اور ایک ہونے والا ہے اگر یہ معاملہ ہمارے سامنے طے ہوگیا تو بہت ٹھیک ہے، ورنہ تم تکلیف میں پڑو گے، خدا کا شکر ہے کہ اس مقام سے جناب قبلہ پیرومرشد نے بچالیا۔

مدد کن پیر سیلانی تمہاری بات لاثانی

غلامی میں تیری رہا چاہتا ہوں
تیرا زلف شانہ بنا چاہتا ہوں

نہیں کام دنیا کے لہو و لعب سے
فقط اس سے تنہا رہا چاہتا ہوں

صنم تیرے آگے میرا جان و دل ہے
میں راضی ہوں تیری رضا چاہتا ہوں

نہیں زندگی کی ہوس دل میں باقی
میں اپنے خدا سے قضا چاہتا ہوں

نہیں تیری باتوں پر قاصد بھروسہ
میں ان کے قلم کا لکھا چاہتا ہوں

میری شاہ سیلانی اک التجا ہے
گدائی تمہاری سدا چاہتا ہوں

پہلا سفر حاجی محمد عبدالرحمٰن صاحب کا برار سے جانب دکن

آپ چکلی سے روانہ ہوکر ڈون گاؤں پہنچے اور چند روز وہاں مقیم رہ کر پیر منگرول تشریف لے گئے اور وہاں تین روز قیام کیا، چوں کہ یہاں ہمارا سلسلہ نکاح جاری تھا اور آپ روشن ضمیر تھے، عالیجناب داداحیات قلندر کے مزار شریف پر شب کے وقت آپ نے دعا کی کہ خیراللہ شاہ کا نکاح ثانی ہماری مرضی کے خلاف ہے اللہ نے آپ کی دعا کو قبول کیا اور میں نکاح ثانی کے جنجال سے چھوٹ گیا پھر آپ سیر فرماتے ہوئے جانب پربھنی ضلع دکن روانہ ہوئے، وہاں کے حکام اور افسروں نے آپ کے ساتھ گستاخی کی یعنی ڈھیروں کے گھر سے روئی منگوا کر اس پر ایک سبز رومال ڈھانک کر آپ کی خدمت میں پیش کی گویا انہیں آپ کا امتحان لینا مقصود تھا، کہ آپ درویش کامل ہیں یا نہیں، آپ نے ان سے فرمایا کہ بابا ہم سے تو ڈھیر بہتر ہیں آپ وہاں سے ناراض ہوکر چل دیئے، راستہ میں جارہے تھے کہ لوگوں کی نظروں سے غائب ہوگئے، تھوڑی دیر لوگوں نے پیچھا کیا لیکن آپ کہیں نظر نہ آئے، مجبور ہوکر یہ لوگ واپس لوٹ آئے۔ آپ وہاں سے جالنہ پہنچے میں بھی وہیں ٹھہرا ہوا تھا اسی مقام پر حضور والا تشریف لے آئے، اور وہاں کے لوگوں سے پانی مانگا، اور پانی پی کر جانب چکلی روانہ ہوگئے ہم جب جنگل سے واپس آئے اس وقت ان لوگوں نے ہم سے کہا کہ شاہ صاحب یہاں تشریف لائے تھے اور پانی پی کر واپس چلے گئے، ہم نے لوگوں سے پوچھا کہ شاہ صاحب کس لباس میں تھے، انہوں نے بتایا کہ آپ کے جسم پر دھوتی لپٹی ہوئی تھی اور برہنہ سر تھے، تھوڑی دیر بعد شیخ احمد چکلی سے جالنہ آیا اس نے بیان کیا کہ جناب قبلہ دادا پیر سیلانی شاہ میاں ہم کو داگھرول میں ملے تھے، میں نے اپنا گھوڑا پیرومرشد کو دیا، اور وہ جانب چکلی

روانہ ہوئے، یہ سنتے ہی میں جانب چکلی چل کھڑا ہوا، چکلی پہنچ کر آپ سے قدم بوس ہوا، آپ حالت جذب میں بیٹھے ہوئے تھے مجھ سے فرمایا کیوں خیر اللہ شاہ ہم نے تمہارا نکاح ثانی فسخ کرادیا یا نہیں میں نے عرض کیا حضور کا احسان ہے اور ہمیشہ رہے گا۔

ان کی طلب میں دل کو جو اپنے مزا ملا پھرتے رہے زمانہ کی ساری خدائی میں
ان کے نصیب میں نہیں دیدار یار کا رہتے ہیں رات دن جو اپنی برائی میں
دنیا کو چھوڑ چھاڑ کے جو ہوگئے فقیر! کرتے ہیں بادشاہی وہ اپنی گدائی میں
الفت میں خوبروؤں کے بدنام ہو چکے ملتا ہے کیا بھلا انہیں اس جگ ہنسائی میں
سیلانی شاہ ان کی خودی دور کیجئے کرنے لگے ہیں شک جو خدا کی خدائی میں
میں مبتلا درد ہوں اور بیقرار ہوں از بسکہ نیم جان ہوں ان کی جدائی میں

بددعا کا اثر : آہ جب دل سے نکالی جائیگی بات فقراء کی نہ خالی جائے گی

آپ جو پربھنی سے واپس تشریف لائے تو مجھے ارشاد فرمایا کہ خیر اللہ شاہ ہم نے خوب جانچ لیا کہ نظام کی حکومت میں جو لوگ رہتے ہیں، وہ بے ادب ہیں اور آپ نے اس لئے ایسا فرمایا کہ پربھنی کے حکام نے آپ کے ساتھ بے ادبی یا بدسلوکی کی تھی، آپ نے یہ بھی فرمایا کہ ان حکام کے ظلم اور جبر کرنے کے سبب سے سلطنت نظام کو نقصان پہنچے گا، تھوڑے دن میں تم دیکھو گے کہ جو ہم نے کہا تھا وہ صحیح نکلا، زیادہ عرصہ نہیں گذرا تھا کہ موسی ندی میں ایسی طغیانی آئی کہ وہ سارے حیدرآباد کو بہا لے گئی اکبر خاں روہیلہ چکلی میں رہتا تھا، آپ کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ سیلانی میاں حیدرآباد کی بربادی کا سبب آپ ہی ہیں آپ نے فرمایا بابا ہم نے کیا کیا، اکبر خاں بولا ہم نے خواب میں دیکھا کہ موسیٰ ندی کو آپ نے حکم دیا کہ وہ حیدرآباد کے لوگوں کو بہا لیجائے، آپ یہ سن کر مسکرادیئے اور فرمادیا کہ بھئی خدا کا حکم ہی ایسا تھا ہمارا اس میں کیا ہے حالاں کہ اکبر خاں روہیلہ آپ کا مرید بھی نہ تھا، مگر غیر متعلق لوگوں کو اپنی گواہی کے لئے کھینچ بلانا کاملین اور ولی اللہ ہی ایسا کرسکتے ہیں۔

چکلی کی مسند گاہ کا حال : ایک روز کا ذکر ہے کہ جناب قبلہ پیر و مرشد محمد صدیق شاہ اور سید حسین چیف صاحب دربار میں بیٹھے ہوئے تھے میں بھی حاضر تھا، پیر و مرشد نے فرمایا کہ ہم نے سنا ہے کہ خیر اللہ شاہ اپنے مکان کو فروخت کرنا چاہتے ہیں، سید حسین بولے کہ خیر اللہ شاہ جو قیمت مکان کی دوسروں سے لینا چاہیں وہ ہم دینے کو تیار ہیں میں نے کہا کہ تم یا اور کوئی ایک بالشت زمین کا ایک ہزار روپیہ بھی دوگے تو میں لینے کو تیار نہیں ہوں پیر و مرشد کی روح آتی ہے اور اسی لئے ہمارا قیام رہتا ہے پیر و مرشد نے اپنی مسند یا گدی بھی قائم کردی ہے، وہ جگہ یہی ہے اور جمیع اللہ کے سامنے ہم نے چوک بھی قائم کردیا ہے اس لئے تم اس جگہ کو خدا کے نام پر وقف کردو، تمہیں اللہ اس کا اجر عظیم عطا فرمائے گا۔ میں نے عرض کیا آپ کے فرمان کے

ہو جب اللہ کے واسطے میں اس زمین کو وقف کرتا ہوں۔

جس وقت پنچ لوگوں نے شیخ احمد کو دربار کی جاروب کشی کیلئے مقرر کیا تھا تو وہ لوگ اسی وقت اس بات پر مصر تھے کہ تمہاری وفات کے بعد شیخ احمد کا تمہارے بجائے حق قائم ہوگا ہم نے پنچ لوگوں کے کہنے کے مطابق شیخ احمد کو جاروب کشی پر مقرر کیا، لیکن پھر پنچ لوگوں نے کہا کہ ہم خود دربار کا انتظام کریں گے، مگر پنچ لوگوں نے دربار کا کوئی انتظام نہیں کیا، نہ گدی نشینی کا کوئی بندوبست کیا آخر مجبور ہو کر مصنف کتاب ہذا (خیر اللہ شاہ میاں) نے اپنا ذاتی روپیہ خرچ کر کے قبلہ پیر و مرشد کے بستر پر یہ عمارت اپنی ذات خاص سے تیار کرائی، اس عمارت میں کسی دوسرے کا ایک حبہ بھی نہیں لگا ہے، میرے بعد میرے کسی خلیفہ یا مرید وغیرہ کا اس مسندگاہ پر کوئی حق نہیں ہے اور نہ رکھنا چاہئے ہم نے یہ جگہ خاص اپنے مرشد کے نام پر چھوڑ دی ہے جب تک محمد صدیق زندہ ہے وہ اگر یہاں بیٹھنا چاہیں تو بیٹھ سکتے ہیں کیوں کہ ہم نے ان کو یہاں کا انتظام سپرد کیا ہے اور چودہرات کی پگڑی ان کے سر باندھ دی ہے، مگر ان کو یہ اختیار نہیں کہ آئندہ وہ خود کسی کو گدی نشین بنا سکیں، نہ ہم نے اپنے خلفاء میں سے کسی کو اختیار دیا ہے، یہ جگہ سب کے آرام اور آسائش کیلئے ہے جس کو خدا ہدایت دے وہ خدمت کرے اگر کوئی حق حقوق کا دعویٰ کرے گا وہ باطل ہوگا، اس کا خلاصہ ہم نے اپنی سوانح عمری میں درج کر دیا ہے۔

بارہ اشخاص پر پیر و مرشد کی توجہ ہونا اور حج سے مشرف کرانا

جس سال آپ حج بیت اللہ شریف کو تشریف لے گئے حضور نے بارہ آدمیوں کو اپنی روحانی طاقت سے حج کرایا، اس کی روئداد یہ ہے کہ جب آپ حج بیت اللہ سے واپس تشریف لے آئے تو ایک شخص کلو نامی جو آپ کا مرید بھی نہ تھا اور تحصیل میں چپراسی تھا وہ حاضر ہوا اور ہم مریدوں کی حاضری میں عرض کرنے لگا کہ حضور انور نے بارہ اشخاص کو حج کرایا اور ان کی ارواح کو بیت اللہ شریف میں کھینچ بلایا اور ان سے وہاں مصافحہ بھی کیا اور کون کون سے بارہ آدمی ہیں میں نام بنام ان کو بتاتا ہوں مگر تم لوگ داخل بیعت ہو کر بے خبر ہو میں ان کے نام بتانے کو تیار ہوں اس پر قبلہ پیر و مرشد مسکرا دیئے سبحان اللہ! کیا ہے ایسے بزرگ اور برگزیدہ پیر و مرشد کا جس نے غائب ارواح کو کھینچ کر حج بیت اللہ سے مشرف کرا دیا۔ **جزاک اللہ فی الدارین خیرا۔**

خواجہ ہند الولی عطا رسول کا صندل خیر اللہ شاہ کو دکھانا

کرامت ہفتدہم : ایک روز حضور عالی چکلی میں بارہ بھائی کے عاشور خانہ میں تشریف فرما تھے، اس روز خواجہ اجمیریؒ کے صندل کی تاریخ تھی، ہمارے دل میں خیال آیا کہ اگر حضرت قبلہ پیر و مرشد اجمیر شریف تشریف لے چلتے تو ہمیں بھی خواجہ اجمیری کا صندل دیکھنا نصیب ہوتا، بس فوراً ہی حضور پیر و مرشد بولے کیا خیر اللہ شاہ تم خواجہ صاحب کا صندل دیکھنا چاہتے ہو میں نے کہا میاں اگر آپ کے طفیل ہمیں بھی

زیارت خواجہ نصیب ہو جائے تو اپنی خوش نصیبی سمجھی جائیگی، آپ نے مجھے اپنے روبرو بٹھایا اور فرمایا آنکھیں بند کرلو اور دیکھو! میں نے آنکھیں بند کرلیں دیکھتا ہوں کہ خواجہ غریب نواز کا صندل چلا آرہا ہے، اور لاکھوں مخلوق ساتھ ہے آنکھیں کھولیں تو الحمدللہ صل علیٰ زبان پر تھا حضور نے فرمایا بابا اپنے دل کا آئینہ صاف کرو پھر تمہیں سب کچھ نظر آنے لگے گا، اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو ایسا پیر کامل عطا کرے۔ آمین ثم آمین۔

کرشمہ قدرت : ایک روز قبلہ پیرومرشد فرمانے لگے کہ خیراللہ شاہ تمہارا اور شاہ نور کا آپس میں کسی بات پر جھگڑا ہو رہا تھا میں نے عرض کیا حضور عالی شاہ نور کے پاس ہمیشہ عورتیں جمع رہتی ہیں، آپ نے فرمایا اس کا مقام آتشی ہے یہ ارشاد فرما کر مجھے عبادت خانہ میں اپنے ہمراہ لے لئے اور فرمایا دیکھو وہ کس مقام پر ہے میں نے مراقبہ میں دیکھا کہ وہ دراصل مقام آتشی پر تھا، میں نے آپ کے فرمان کو راست پایا پھر کبھی میں نے شاہ نور سے چھیڑ چھاڑ نہیں کی۔

کرامت ہیژدہم : **چکلی کے قصابوں کا آزما کر مرید ہونا**: ایک روز چکلی کے چند قصاب ملکاپور بانگری کے بازار کو جارہے تھے، راستہ میں ان کے درمیان یہ گفتگو ہوئی کہ سیلانی میاں کو ہم آزمائیں گے پھر اس کے بعد مرید ہوں گے، اس وقت مجھ سے جناب قبلہ پیرومرشد نے فرمایا کہ چکلی کے قصاب آپس میں مشورہ کرتے جارہے ہیں کہ بغیر آزمائے ہوئے مرید نہونگے۔ لیکن ہم سات گاؤں کو جاتے ہیں اگر وہ آدیں تو تم ان کو مرید کرلینا۔

بعدہٗ شامو قصاب اور اس کا لڑکا بڈھن مرید ہونے کیلئے آئے، اور ان کے ساتھ کچھ اور لوگ بھی بیعت لینے آئے تو شامو قصاب اپنے لڑکے بڈھن سے کہنے لگا کہ بابا آٹھ روز بعد مرید ہونا اور جمعہ بھی آیا جاتا ہے جمعہ کے روز مرید ہونا اس پر شامو جواب دیا کہ ہمارے تمام بدن میں آگ لگی ہوئی ہے تم ہمیں مرید ہونے سے کیوں روکتے ہو، بعدہٗ ہم نے ان کو بیعت دے دی دوسرے روز شیخ پیرن قصاب نے مجھ سے آکر کہا کہ میری بی بی کو مرید کرلیجئے ہم اس کے مکان پر گئے، اور مائی کے سامنے بٹھایا لیکن وہ حاملہ تھی اور اس کے بیعت دیتے وقت وہ بے ہوش ہوگئی، قبلہ شاہ سیلانی میاں اس وقت رائے پور میں تھے دوسرے روز چکلی تشریف لائے اور ہمارے اوپر بہت خفا ہوئے اور فرمایا کہ تم نے اس مائی کو اپنے پاس کیوں بٹھایا، اگر وہ مرجاتی تو کس قدر ندامت کا سامنا تھا، آئندہ عورتوں کو اس طرح بٹھا کر مرید نہ کرنا ان کا قلب بہت نرم ہوتا ہے۔

بے ادبی کا نتیجہ : میں نے پیرومرشد سے عرض کیا کہ حضور آپ پیرن ولد و قصاب کو بیعت کا موقعہ نہ دیجئے کیوں کہ وہ کچھ علم پڑھا لکھا ہے وہ میرا کچھ کام کرتا رہتا ہے اگر آپ اسے داخل بیعت فرمالیں گے تو وہ باادب ہو جائیگا، چند روز کے بعد قبلہ پیرومرشد نے شیخ پیرن کو سہوا بیعت میں داخل کرلیا، شیخ پیرن مجھ سے آکر کہنے لگا کہ حضور نے مجھے قبلہ و کعبہ مجرد صاحب کے صندل پر بیعت میں داخل فرمالیا میں نے جواب میں اسے بشارت دی کہ کیوں شیخ پیرن اب تم ہمارے بھائی ہو گئے، اب ہمارا ادب و لحاظ رکھنا تمہیں فرض

ہوگیا، لیکن میں تمہیں کچھ نصیحت کرتا ہوں تا کہ تم یادرکھو، منظور خدا تیسرے روز شیخ پیرن کے سارے بدن کی ہڈیوں میں ایسا درد پیدا ہوگیا اور اس قدر ترقی پکڑ گیا کہ اس درد نے اسے جان بلب کردیا، بعد دوروز کے قبلہ پیرومرشد مجھ سے فرمانے لگے کہ خیراللہ شاہ یہ تم کیا کرتے ہو، بعدہٗ حضور نے شیخ کالو کو بلایا اور فرمایا کہ شیخ پیرن کو بیعت دینے کے بارے میں خیراللہ شاہ نے منع کیا تھا، ہم نے سہواً اسے بیعت دیدی، شیخ کالو سے قبلہ پیرو مرشد نے کہا کہ ہم رائے پور جاتے ہیں اور تم شیخ پیرن کو لے کر خیراللہ شاہ کے پاس جاؤ اور ان کا طالب بنادو ورنہ حرام موت مرجائے گا، مرشد رائے پور چلے گئے، دوسرے روز شیخ کالو اور شیخ دولو اور دوچار آدمی میرے پاس آئے اور کہنے لگے کہ شیخ پیرن کا قصور معاف کیجئے اور اسے اپنا طالب بنالیجئے میں نے کہا اب اس نے قبلہ پیرومرشد سے بیعت لے لی ہے اب ہم اس کو طالب نہیں بنا سکتے ہیں ہم نے اس کا قصور معاف کردیا۔

حضور عالی کا حج کو جانے کا واقعہ

ایک روز رمضان شریف کے مہینہ میں ہم آپ کے حجرہ میں مراقبہ میں بیٹھے تھے کہ سورج کی طرف سے ایک تخت آیا اور قبلہ پیرومرشد اس پر رونق افروز تھے اور وہ تخت جانب قبلہ روانہ ہوا، تخت مذکور مرصع جواہرات سے سجا ہوا تھا، جب میں نے مراقبہ سے آنکھیں کھولیں قبلہ پیرومرشد سے میں نے عرض کیا حضور ایک کرشمہ اس طرح سے مجھے نظر آیا، معلوم ہوتا ہے آپ اسی سال حج کو تشریف لے جائیں گے آپ نے فرمایا کہ ظاہری حج کی ایسی کیا ضرورت ہے عاشقوں کے دل میں بیت اللہ کی صورت موجود ہے تھوڑی سی دیر کے بعد حضور نے کہا کہ ہم حج بیت اللہ کو جائیں گے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں بلاتے ہیں تم بھی آنا اور اپنا حصہ لے جانا اس لئے جانا ضروری ہے دوچار روز کے بعد علی سیٹھ کچھی ڈونڈ گاؤں سے چکلی آئے اور کہنے لگے حضور ہم حج کو جاتے ہیں آپ بھی تشریف لے چلئے، آپ کی خدمت کرتے چلیں گے آپ نے فرمایا اچھا ہم چلیں گے، جس وقت حضور چکلی سے ڈونڈ گاؤں تشریف لیجانے لگے تو چلتے وقت مجھ سے کہا کہ خیراللہ شاہ تم کھام گاؤں میں موجود رہنا، میں نے عرض کیا بہت خوب جو ارشاد عالی ہو تعمیل کروں گا، چنانچہ میں چکلی سے کھام گاؤں چلا گیا اس وقت حسن علی شاہ میاں وہاں موجود تھے اور محمد صدیق میاں بھی حاضر تھے، اور عبدالغفور چیف صاحب بھی بعد میں حضور عالی اور علی سیٹھ کھام گاؤں تشریف لائے اس وقت حضرت نے محمد صدیق شاہ سے کہا کہ ہم نے تم کو جھاڑی جانے کا حکم دیا تھا تم کیوں نہیں گئے، جب تک تم ملک جھاڑی میں نہ جاؤ گے تب تک اس ملک کا حصہ ہاتھ نہ آئے گا، جب وقت ریل کا قریب آیا تو محمد صدیق شاہ صاحب آگئے، بعد میں پیرومرشد نے ہم کو اپنا لنگوٹ کھول کردیا اور فرمایا کہ اسے باندھ لو، اور نصیحت کی کہ برابر ہرگز نہ چھوڑنا اور ہماری فلاں فلاں جگہ تک حد ہے اس پر پورے طور سے قابض رہنا، اس کے بعد کچھ حساب کتاب تھا وہ سب بتایا، پھر ہم قدم بوس ہوئے اور سرکار روالا ریل میں بیٹھ کر حج بیت اللہ کیلئے روانہ ہوگئے۔

حضور پرنور کی جدائی اور مرشد کامل کا فراق دل کو از حد بے چین کر رہا تھا لیکن دن رات یہ فکر بھی دامن گیر تھی کہ فرمان مرشد کا سرانجام دینا نہایت ضروری ہے، ہم عبدالغفور چیف صاحب کے مکان پر مقیم تھے کہ اورنگ آباد سے چیف صاحب کے نام تار آیا کہ تمہارے والد قریب المرگ ہیں، چیف صاحب نے مجھ سے کہا کہ آپ بھی میرے ساتھ چلیں، چنانچہ میں ان کے ساتھ اورنگ آباد روانہ ہوا، جب ہم دونوں معماڑ سے سرحد مغلائی میں پہنچے تو معلوم ہوا کہ عبدالغفور چیف صاحب کے والد کا انتقال ہو چکا تھا بعد میں ہم لوگ وہاں تین روز مقیم رہے، ان دنوں میں وہاں کے کچھ لوگ ہمارے مرید ہوئے، ایک شب ہماری طبیعت پھر بگڑ گئی، صبح ہونے پر لوگ مجھ سے کہنے لگے حضور آپ کی طبیعت رات کو بہت خراب تھی ہم سب لوگ پریشان تھے، میں نے چیف صاحب سے کہا کہ گاڑی کا ٹکٹ منگا دو، اور ہمیں کھام گاؤں روانہ کر دو، چیف صاحب نے کہا کہ آپ بنے میاں سے ضرور ملیں، میں نے کہا بنے میاں سے ملنے کی ہمیں ضرورت نہیں ہے ہمیں مرشد نے حکم دیا تھا کہ برارمت چھوڑنا، ہم نے حکم عدولی کی، یہی سبب ہے کہ ہمیں تکلیف اٹھانا پڑی، پھر دوسرے روز عبدالغفور چیف صاحب نے ہمیں گاڑی کا ٹکٹ منگا کر دیا اور ہم کھام گاؤں روانہ ہو گئے، بارگاہ الٰہی میں سب کچھ توبہ و استغفار کرتے رہے اور اپنے مقام قرار پر پہنچ گئے اور اپنے متعلقہ کام کو انجام دیتے رہے۔

جب کچھ عرصہ کے بعد قبلہ پیرومرشد حج بیت اللہ سے واپس تشریف لائے تو ہم سے فرمایا کہ خیراللہ شاہ ہم نے تم سے کہا تھا کہ برارمت چھوڑنا تم نے ہمارا کہا نہ مانا اور اورنگ آباد چلے گئے، تمہارے خاندان کے چار بزرگ تمہارے بدلے برار سنبھال رہے تھے اور برار ہمارے ہاتھ سے نکل جاتا مگر تم خدا کا شکر ادا کرو کہ تمہارے بزرگ تمہاری مدد پر ہیں میں نے عرض کیا حضور آپ کا پورا بھروسہ ہے۔

مرشد کا تصور اس کو کہتے ہیں : ایک دن کا ذکر ہے کہ قبلہ پیرومرشد بمقام چوپڑہ مجرد صاحب کے مزار اقدس پر بیٹھے تھے اس وقت میں جعفرآباد میں تھا اور مراقبہ میں بیٹھا تھا جب میں نے اپنے پیرومرشد کا تصور کیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ آپ حضرت مجرد صاحب کے مزار پر تشریف رکھتے ہیں، اور آپ کا چہرہ مبارک مانند خورشید درخشاں تھا، اکثر و بیشتر اسی شان و شکوہ سے میں تصور میں حضور کو دیکھا ہے، میں نے کلام الٰہی پڑھ کر آپ پر سلام بھیجے اور خدا پاک کا شکر بجا لایا۔

ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ میں اور حضرت پیرومرشد بمقام چوپڑہ فتح محمد بیلدار کے مکان پر بیٹھے ہوئے تھے اور اس کی بھینس ہمارے سامنے بندھی ہوئی تھی، وہ بھینس گابھن تھی، آپ نے فرمایا اس بھینس کے عجیب الخلقت بچہ پیدا ہوگا اگلے دونوں پیر سفید ہوں گے، بموجب فرمان سرکار والا بچہ عجیب صورت شکل کا پیدا ہوا اور آپ کا فرمان خالی نہ گیا۔

ایک روز میں (خیراللہ شاہ) اور پیرومرشد بیٹھے تھے کہ آپ نے فرمایا چلو جنگل کو چلیں بستی سے باہر ایک باؤلی تھی آپ نے کہا خیراللہ شاہ میں اس باؤلی میں گر کر جان دیتا ہوں میں نے عرض کیا آپ ایسا کیوں

کرتے ہیں جب کہ خودکشی کرنا حرام موت مرنے کے برابر ہے، آپ نے کہا جان دینی قبول ہے لیکن ایمان سلامت رہنا چاہئے میں نے کہا یہ کیا بات ہے آپ نے فرمایا کہ جو لوگ اپنے کو واصل حق کہتے ہیں وہ بھی شہوت پرستی میں مبتلا ہیں، میں نے عرض کیا کہ واصلان حق مگر اس گمراہی میں پڑنا یہ تو عجیب بات ہے آپ نے کہا کچھ ایسی ہی ہوا چل رہی ہے میں نے کہا یہ ہوا کب تک چلے گی، آپ نے جواب دیا آخیر تک، پھر وہاں سے پیپل گاؤں روانہ ہوئے، اور وہاں پہنچ کر قیام کیا، صبح اٹھ کر قبلہ پیرومرشد اور حسین جانب جنگل روانہ ہوئے اور مجھ سے کہا تم چکلی جاؤ، میں نے کہا دو روز آپ کے ساتھ اور گذار لوں پھر چکلی چلا جاؤں گا، آپ نے کہا نہیں تم چکلی جاؤ اور ہم بھی چکلی ہی واپس آئیں گے، میں نے کہا میری طبیعت پر گھبراہٹ بہت ہے میں چکلی میں نہ رہوں گا بلکہ کھام گاؤں جاؤں گا، پھر میں نے پیرومرشد سے رخصت مانگی اور قدم بوس ہوکر چکلی کی طرف روانہ ہوا، پھر وہاں سے کھام گاؤں چلا گیا۔

ترا ڈھونڈتا ہے فدائی محمدؐ — نہیں چین دیتی جدائی محمدؐ
خدارا دکھا دو مجھے اپنا جلوہ — ہوئی تنگ مجھ پر خدائی محمدؐ
نہیں کام مجھ کو مسیحا سے واللہ — مرے درد کی دو دوائی محمدؐ
ازل سے تمنا ہے یہ میرے دل کی — ترے در پہ کب ہو رسائی محمدؐ
خدا تک رسائی تمہاری محمدؐ — دو عالم کی شاہی تمہاری محمدؐ
یہی دھیان رہتا ہے دن رات مجھ کو — کروں در کی تیری گدائی محمدؐ

ایک مرتبہ ہم و جان محمد صاحب اور کریم صاحب جمعدار چکلی سے حضرت مجرد صاحب کے عرس شریف میں حاضر ہوئے، بعد از فاتحہ قبلہ پیرومرشد نے فرمایا کہ خیر اللہ شاہ ہمارے خلفاء کچھ کام کے نہیں ہیں، میں نے عرض کیا کیوں کیا بات ہے، جو حضور انہیں کام کا نہیں بتاتے، آپ نے کہا ہم نے تو اپنے مرشد کے حالات و خرق عادات قلمبند کر لئے ہیں، مگر ہم خود اپنا تذکرہ کیسے لکھیں، یہ کام تو ہمارے خلفاء کے کرنے کا تھا، میں نے عرض کیا اس خدمت کو میں انجام دوں گا، اور حضور کا تذکرہ اس طرح سے لکھوں گا کہ دنیا اسے پڑھ کر حیرت میں رہ جائے گی۔

دھرن گاؤں کا واقعہ : جناب قبلہ پیرومرشد نے چوپڑہ سے ہم کو چکلی جانے کیلئے حکم دیا جس وقت چوپڑہ سے روانہ ہوئے اور دھرن گاؤں پہنچے تو مسجد میں جا کر ٹھہرے مسجد کا پیش امام ہم کو دیکھ کر لپٹ گیا، اور کہنے لگا تم لوگ شیر کے بچے ہو، اس مسجد میں جو حجرہ ہے اسی میں حضرت مجرد صاحب رہا کرتے تھے، پیش امام نے بیان کیا کہ ہم سے مجرد صاحب نے فرمایا تھا کہ تم بھی بیعت میں داخل ہو جاؤ، لیکن ہم نے کہا تم کبھی کچھ ہو اور کبھی کچھ میں مرید ہوکر کیا کروں گا، آپ نے فرمایا کہ مولانا تم جس وقت ہم سے بیعت کر لو گے تو سب کچھ بھول جاؤ گے، پیش امام نے جواب دیا ہم ایسا پیر نہیں چاہتے جو ہمیں سب کچھ بھلا دے، مجرد

صاحب نے فرمایا دیکھو پچھتاؤ گے، جس روز آپ کا وصال ہوا میں اس روز برائے حاجت جنگل کو گیا اور جنگل سے مسجد کو واپس آ رہا تھا کہ سڑک پر تھوڑے فاصلے سے ایک سفید پوش بزرگ جسم پر سفید چادر لپیٹے ہوئے جاتے نظر آئے ان بزرگ نے مجھے آواز دی کہ مولوی صاحب السلام علیکم میں نے پہچان لیا کہ یہ مجرد صاحب ہیں جو اسٹیشن کی طرف جا رہے ہیں، میں نے کہا ذرا ٹھہریئے مصافحہ تو کرلوں، آپ نے فرمایا گاڑی کا وقت قریب ہے اور ہمیں پنجاب جانا ہے جب ہم پنجاب سے لوٹیں گے تو بات چیت کریں گے اتنا کہتے ہوئے مجرد صاحب چلے گئے، اور میں مسجد کو واپس لوٹ آیا، یہاں میں نے وضو کر کے نماز پڑھی، تھوڑی دیر بعد چوپڑہ سے تار آیا کہ مجرد صاحب راہی ملک بقا ہوئے یہ سن کر ہمیں بہت افسوس ہوا کہ ایسے کامل پیر سے ہم نے بیعت نہ کی، یہ سب مقدر کے معاملات ہیں۔

۱۳۲۴ء کا ذکر ہے کہ عبدالعزیز صاحب سوداگر انبڑاپور سیلانی شاہ میاں کو رائے پور جا کر اپنے ہمراہ لائے اور عبدالعزیز و عبدالغنی و ملنگ بھائی و محمد نصیر و محمد حیات یہ پانچوں آدمی سیلانی میاں کو شراب کی بھٹی پر لے گئے اور میاں سے کہا کہ آپ شراب پیئں۔ آپ نے فرمایا ہم نہیں پیتے، ان لوگوں نے قبلہ پیر و مرشد سے بہت اصرار کیا اور کہا کہ پینا پڑے گا، آپ نے کہا اچھا لاؤ، شیشہ شراب سے بھرا ہوا لایا گیا، مگر آپ نے جو اسے دست مبارک سے اٹھایا تو وہ خالی تھا، بلکہ پیپے جو شراب کی بھٹی میں رکھے تھے وہ سب کے سب خشک ہوگئے، یہ حال دیکھ کر ان پانچوں اشخاص نے کہا کہ آپ جادوگر ہیں، سیلانی میاں بولے کہ اس قدر ناراض کیوں ہوتے ہو، ہم دو روز کے بعد تم لوگوں کو دل بھر کے شراب پلائیں گے، بعدہٗ یہ سب لوگ سیلانی میاں کے ہمراہ چلے گئے، ان کے جانے کے بعد محمد یوسف ٹھیکیدار شراب کے خشک ہو جانے سے اپنے مکان کو روتا ہوا جا رہا تھا کہ راستہ میں اسے سید داؤد ماسٹر ملا، ماسٹر نے محمد یوسف سے کہا کہ روتے کیوں ہو، کیا تمہارا کسی سے جھگڑا ہوا ہے، اس پر محمد یوسف ٹھیکیدار نے سارا واقعہ کہہ سنایا، ماسٹر یوسف نے کہا کھانے سے فارغ ہو کر میرے مکان پر آؤ وہاں میں تمہاری دلجمعی کروں گا، محمد یوسف کھانا کھا کر سید داؤد کے مکان پر گیا، ماسٹر داؤد نے کہا تمہارا کچھ نقصان نہیں ہوا ہے مگر اس کا کسی سے ذکر نہ کرنا، تم جا کر اطمینان سے دوکان پر بیٹھو، دوسرے روز سیلانی میاں اور سید داؤد دوکان پر آئے سیلانی میاں نے محمد یوسف سے کہا کہ تم کیوں روتے ہو، تمہیں کسی طرح کی فکر نہ کرنا چاہئے، محمد یوسف بولا کہ کل دو بجے انسپکٹر آبکاری مال کی جانچ کرنے آئیگا، اور دوکان میں شراب کا ایک قطرہ نہیں ہے میں اسے کیا جواب دوں گا، سیلانی میاں نے جواب دیا تم ذرا بھی فکر نہ کرو، اور اپنے مکان کو جاؤ۔ اتنا فرما کر سیلانی میاں اور سید داؤد ماسٹر چلے گئے، اور محمد یوسف دوکان کا تالا بند کر رہا تھا کہ گھر جائے انسپکٹر آبکاری آ گیا، اور محمد یوسف سے کہا کہ تالا بند نہ کرو، اندر آ کر انسپکٹر آبکاری نے شراب کے پیپے دیکھے تو وہ اسے خالی نظر آئے، انسپکٹر آبکاری نے محمد یوسف سے پوچھا کہ ان پیپوں کی شراب کیا ہوئی، تم اپنے ضمانت دار کو لاؤ، محمد یوسف بیچارہ شیخ رستم سوداگر ضمانت دار کو بلا لایا ضمانت دار نے یوسف کو تین

بید کی چھڑی رسید کیں اور پوچھا کہ شراب کیا ہوئی، محمد یوسف بولا کہ میں اس وقت مجبور ہوں نہیں بتا سکتا، شراب کدھر گئی اور خاموش رہا، اس قدر گفتگو کے بعد انسپکٹر آبکاری جانب اسٹیشن روانہ ہوا اور محمد یوسف سے کہتا گیا کہ کل آٹھ بجے صبح اسٹیشن پر حاضر ہو جانا دوسرے دن محمد یوسف سید داؤد ماسٹر کے مکان پر گیا اور سید داؤد محمد یوسف کو ہمراہ لے کر سیلانی میاں کی خدمت میں پہنچے، سیلانی میاں عبدالواحد کے مکان پر تشریف فرما تھے، آپ نے سید داؤد کو دیکھ کر کہا کہ شراب کے دوکان دار کو یہاں لاؤ، محمد یوسف آپ کی خدمت میں حاضر ہوا سیلانی میاں نے بیڑی کا کاغذ چورہ کر کے گولی بنائی اور مجھ سے کہا کہ یہ انسپکٹر آبکاری کو دے دینا، محمد یوسف نے خیال کیا کہ آپ نے کاغذ پر کچھ لکھا بھی نہیں ہے اور مجھ سے کہتے ہیں کہ انسپکٹر کو دیدینا، اتنے میں سید داؤد ماسٹر نے محمد یوسف سے کہا کہ تم حضور کے حکم کی تعمیل کرو، محمد یوسف نے اس کاغذ کو لیجا کر انسپکٹر کے حوالے کیا انسپکٹر نے وہ کاغذ لے کر دیکھا اور محمد یوسف سے کہا کہ تم پنچ لوگوں کو ہمراہ لے کر بھٹی پر آؤ اور میں بھی ابھی آتا ہوں، محمد یوسف نے پنچ لوگوں کو لیجا کر بھٹی پر بٹھایا، اتنے میں انسپکٹر آبکاری بھی آ گیا اور پنچ سے اجازت لے کر تالا کھولا گیا، انسپکٹر کرسی پر بیٹھا تھا، اس نے پنچوں سے کہا کہ دیکھو ان پیپوں میں شراب ہے یا نہیں، پنچوں نے شراب کے پیپے دیکھے تو وہ شراب سے لبریز تھے، انسپکٹر نے کہا کہ تم لوگ بہت آزاد اور دولتمند ہو تم نے کہیں سے شراب منگا کر ان پیپوں میں بھر دی ہے، اتنے میں سید داؤد ماسٹر اور سیلانی میاں بھی بھٹی پر آ گئے، انسپکٹر نے دریافت کیا کہ یہ کون ہیں، شیخ رستم سوداگر نے بتایا کہ یہ ہمارے پیر و مرشد یعنی گرو ہیں۔ انسپکٹر نے بعد تعظیم و تکریم اپنی کرسی پر بٹھایا اور خود ان کے سامنے جھک کر اپنی ٹوپی حضور کے قدموں پر رکھدی، شیخ رستم سوداگر نے اپنے مکان سے چاء منگائی، انسپکٹر اور سیلانی میاں نے چاء نوش فرمائی، انسپکٹر نے محمد یوسف مکتیدار سے کہا کہ ہم نے تم کو اس الزام سے بری کیا۔

یہ سب کچھ سیلانی میاں کا کرشمہ تھا۔ اس کے بعد عبدالعزیز سوداگر سیلانی میاں کو اپنے مکان پر لے گئے اور وہاں سے عبدالغنی سیٹھ سیلانی میاں کو سارجہ بائی (مرہٹن) جو کہ عبدالغنی کی داشتہ تھی، اس کے مکان پر لے گئے، وہاں دس بیس آدمی اور بھی جمع ہو گئے، اس موقع پر ان لوگوں نے مشورہ کر کے شراب منگائی اور حضرت سے کہا کہ شراب حاضر ہے، آپ نے شراب کو ہاتھ لگا دیا وہ دودھ بن گئی اور آپ نے سب حاضرین سے کہا کہ شراب سے بنے ہوئے دودھ کو پیئو۔

پھر آپ وہاں سے عبدالعزیز کے مکان پر چلے گئے، آپ کی ذات پاک سے ایسی ایسی کرامتیں ظاہر ہوتی رہتی تھیں، خدا نے آپ کی زبان مبارک میں وہ تاثر رکھی تھی کہ جو فرماتے تھے وہ ہو کر رہتا تھا بلکہ اب بھی طرح طرح کے فیض آپ کے مزار مبارک سے لوگ حاصل کرتے ہیں۔

اسی کو مقدرت حاصل ہے جو چاہے بپا کردے — اگر چاہے تو وہ پل میں گدا کو بادشاہ کردے
بنا کافر کو مومن اپنی الفت میں تو اے مولا — جو تو چاہے تو اس ظلمت کدہ کو پرضیا کردے

الٰہی دور کردے اس مری تاریکئ دل کو
طفیل شاہ جیلاں مجھ کو یہ نعمت عطا کردے
قضا اس کی رضا سے ہے نہیں چارہ کسی کو بھی
بقا اس کو ہی زیبا ہے جو اپنے کو فنا کردے
ترے اک جام شیریں سے بنو ساقی میں متوالا
شراب معرفت اپنی صراحی کو ہلا کردے
ثناء شاہ سیلانی مجھے حق نے عطا کی ہے
جسے چاہے کرم سے اپنے یہ نعمت عطا کردے

تذکرۂ وفات جناب مولانا حضرت حاجی محمد عبدالرحمٰن عرف سیلانی شاہ میاں قدس سرہٗ العزیز اور جاء مدفن

جناب حاجی محمد عبدالرحمٰن عرف سیلانی شاہ کا وصال بتاریخ ۲۲ ر ذیقعدہ ۱۳۲۶ھ بمقام سرائے پیپل گاؤں ہوا۔ قالوا انا للّٰہ وانا اللّٰہ راجعون ! اس وقت بندہ خیراللہ شاہ مقام کھام گاؤں میں مقیم تھا جناب عبدالغفور چیف صاحب نے مجھے تار سے اطلاع دی کہ جناب قبلہ پیر و مرشد نے اس دارفانی سے ملک بقا کی طرف کوچ کیا، میں کھام گاؤں سے چکلی آ گیا، اور عبداللہ خاں سے کہا کہ تم مرشد کو سرائے پیپل گاؤں سے چکلی کیوں نہ لائے۔ انہوں نے جواب دیا کہ سرکار سے حکم نہیں ملا اس لئے وہیں آپ کو دفن کردیا، عبدالغفور نے تعلقہ افسر کے ہاں درخواست دی تھی کہ سیلانی میاں کو چکلی لانا چاہتے ہیں، مگر تعلقہ افسر نے کہا کہ اگر تم سیلانی میاں کو چکلی لانا چاہتے ہو تو ہم ڈپٹی کمشنر کو تار دے کر حکم منگا دیں گے، عبدالغفور نے تعلقہ افسر سے کہا کہ تم با اختیار خود ہمیں اپنی طرف سے حکم دو، تعلقہ افسر نے کہا یہ اختیارات ڈپٹی کمشنر کو حاصل ہیں ہم ان سے حکم منگا کردے سکتے ہیں، عبدالغفور چیف صاحب اس بات پر بگڑ کر چلے آئے، اور پیپل گاؤں گئے وہاں جا کر انہوں نے مرشد کو وہیں دفن کیا، اور آئندہ کیلئے کچھ نہ سوچا، آخر کار میں نے عبداللہ خان ماسٹر سے کہا کہ تم حکم حاصل کرنے کی کوشش کرو، مرشد کو چکلی لانا ضروری ہے، ماسٹر نے کہا واجی بادیسپانڈیا کے پاس چلو میں نے راجی باپٹواری سے بھی کہا کہ سیلانی بابا نے ہمیں بشارت دی ہے کہ تم حکم کے ملنے کی کوشش کرو، چنانچہ واجی باپٹواری ضلع بلڈانہ گیا اور وہاں سے ڈپٹی کمشنر سے جا کر حکم لے آیا، بلکہ کمشنر صاحب نے چکلی کے ڈاکٹر کو لکھا کہ تم موقع پر جاؤ اور پیپل گاؤں میں سیلانی میاں کی نعش کو بحفاظت قبر سے نکلوانے اور چکلی میں لا کر دفن کرنے کا انتظام کرو، حضرت چیف صاحب اور ظہور صاحب سوداگر رائپور وغیرہ بھی پیپل گاؤں پہنچے، لیکن وہاں جانے پر مجھے جاء مدفن پسند آیا، میں نے دل میں خیال کیا کہ یہ جگہ تو خاصی اچھی اور پر فضا ہے ناحق حکم منگایا گیا، دنیا داروں کے خیال میں یہ بات نہیں آ سکتی جو ہم سوچتے ہیں، دوسرے روز صبح کو یہ مشورہ ہوہی رہا

تھا کہ عبدالغفور چیف صاحب نے محمد صدیق شاہ سے فرمایا کہ تم خیر اللہ شاہ سے کہو کہ سیلانی میاں کو یہیں رہنے دو چکلی نہ لیجاؤ۔ اس پرواجی بائیواری نے کہا دیکھو یہ موقع تمہیں پھر نہ ملے گا اور تم پچھتاؤ گے، چنانچہ پٹواری کا کہا چ نکلا۔ اب ہم بھی اور سب لوگ پچھتاتے ہیں جو منظور خدا تھا وہی ہوا۔ یعنی آپ کا مدفن پیپل گاؤں میں ہی رہا، آئندہ افسوس کرنے سے کیا ہوتا ہے۔

کرشمہ قدرت : ایک روز کا ذکر ہے کہ موضع سرائے پیپل کے کچھ راجپوت مقدمہ کی تاریخ کی پیشی کو جارہے تھے، یہ لوگ آپ کے مرید بھی تھے، اس لئے آپس میں کہنے لگے کہ اگر سیلانی بابا زندہ ہوتے تو اس وقت ہم ان کے درشن کرتے ہوئے پیشی کو جاتے اور ہمارا کام پورا ہو جاتا۔ یہ لوگ اتنا ہی کہنے پائے تھے کہ سیلانی بابا اپنے ہاتھ میں چمٹا لئے ہوئے ان کی گاڑی کے سامنے نظر آئے لیکن ان لوگوں کو اتنی ہمت نہ تھی کہ زبان سے کچھ نکالتے ان کی زبان بند ہوگئیں اور آپ ان کی نظروں سے غائب ہو گئے پیشی سے واپس آں کر ان لوگوں نے یہ واقعہ ہمیں سنایا، اللہ تعالیٰ نے آپ کی روح پاک کو بڑی قدرت اور طاقت بخشی تھی جس کا ظہور اب بھی ہوتا رہتا ہے۔

جہاں خاں جمعدار شے گاؤں میں جمعدار تھا اس نے بیان کیا کہ جناب حاجی سیلانی شاہ میاں نے ایک روز شیگاؤں میں دوبدو مجھے اپنی شرف ملاقات سے سرفراز فرمایا۔ میں نے میاں سے عرض کیا کہ حضور غریب خانہ تک قدم رنجہ فرمائیں اور پانی نوش فرمائیں، حضور نے فرمایا ہم وہاں نہ جائیں گے پانی یہیں لے آؤ میں نے دوڑا ہوا اپنے مکان کو گیا اور وہاں سے حضور کیلئے چاء تیار کرا کر لایا، مگر جہاں حضور کو میں چھوڑ کر گیا تھا وہاں آپ کا پتہ نہ چلا، بعد میں چکلی کے لوگوں سے معلوم ہوا کہ اس واقعہ سے پانچ روز پہلے ہی حضور کا وصال ہو چکا تھا۔ زہے نصیب کہ وصال کے بعد حضور نے مجھے اپنے دیدار سے مشرف فرمایا۔

چہلم کے روز خلیفہ کو دستار بندی : پیرومرشد کے چہلم والے روز حنیف شاہ صاحب محمد صدیق شاہ صاحب اور میں سب لوگوں کی موجودگی میں عبدالغفور چیف صاحب نے فرمایا کہ دستار بندی کس کے سر پر ہوگی، یہ مسئلہ آج طے ہو جانا چاہئے عبدالغفور چیف صاحب نے یہ بھی کہا کہ میری رائے میں خیر اللہ شاہ کی دستار بندی ہونی چاہئے، کیوں کہ حج کو تشریف لیجاتے وقت پیرومرشد نے اپنا لنگوٹ خیر اللہ کو عطا کیا تھا، سارا کاروبار بھی انہی کے سپرد کر کے گئے تھے۔ بلکہ جس وقت شاہ نور میاں نے یہ حجت پیدا کی تھی کہ خیر اللہ شاہ میاں کو برار میں مقرر نہ کیا جائے اس وقت پیرومرشد نے فرمایا کہ ہم نے خیر اللہ شاہ کو اپنا جانشین بنایا ہے۔ مرشد نے خیر اللہ سے یہ فرمایا تھا کہ تم برار کو سنبھالو پھر ایسی حالت میں کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی کہ خیر اللہ شاہ کے سر پر دستار بندی نہ کی جائے۔ میں نے عرض کیا کہ پیرومرشد نے ہمیں جو کچھ عطا کیا ہے وہ سات افلاک کی نعمتوں سے بڑھ کر ہے۔ اس پر عبدالغفور صاحب بولے کہ دستار بندی تو اس لئے ہوتی ہے کہ دنیا پر یہ روشن ہو جائے کہ آپ حضرت کے جانشین اور صاحب سجادہ ہیں۔ اس لحاظ سے تو آپ کو دستار

بندی قبول کر لینی چاہیئے۔ میں نے کہا کہ میں تارک الدنیا ہوں ۔ یہ کپڑے مجھے نہ پہنائے جائیں تو اچھا ہے۔ دستار بندی کسی اور کی کرو۔ مگر اس مشورہ میں حضور کے تمام خلفاء جمع ہونے چاہئیں تا کہ سب کی اتفاق رائے سے اس کام کو انجام دیا جا سکے اور بعد میں اختلاف رائے باعث فساد نہ بن جائے۔ عبدالغفور چیف صاحب بولے کہ جو اس وقت حاضر ہیں اس انتخاب کے لئے انہی کا حق ہے اور جو موجود نہیں ہیں ان کا کوئی حق نہیں ۔ اگر اپنے سر دستار باندھنا منظور نہیں کرتے ہیں تو محمد صدیق شاہ کے باندھو۔ میں نے کہا نہایت مناسب ہے۔ اس پر چیف صاحب بولے کہ خیر اللہ شاہ آپ خود اپنے دست مبارک سے صدیق شاہ کی دستار بندی کریں۔ اس میں سب لوگ رضا مند ہو جائیں گے اور بعد میں کوئی فساد کھڑا نہ ہوگا۔ اس کے بعد میں نے بخوشی تمام محمد صدیق شاہ کے سر پر دستار باندھی اور انہیں گدی نشین بنایا۔

دل میں ہمارے عشق کی تصویر بن گئی ۔۔۔ پھانسی گلے میں زلف کی زنجیر بن گئی
دیکھا جو اس پری نے مجھے گھور گھور کر ۔۔۔ پتلی نکل کے سامنے شمشیر بن گئی
تیغ دو دم کو ہاتھ سے رکھد بیجئے جناب ۔۔۔ میری نظر میں آن کے وہ تیر بن گئی
سیلانی کیا مٹے گا خدا نے جو لکھ دیا ۔۔۔ روزِ ازل سے جو مری تقدیر بن گئی

بشارت ہونا محمد صدیق شاہ کو مرشد پاک سے: ایک مرتبہ پیرومرشد کے عرس شاہ نور میاں کھام گاؤں سرائے پیپل گاؤں تشریف لائے اور مجھ سے مخاطب ہو کر فرمانے لگے کہ تم نے محمد صدیق کے دستار کیوں باندھی۔ مرشد نے اپنی حیات میں تمہیں گدی کا وارث بنا دیا تھا۔ اور محمد صدیق شاہ گدی کے قابل بھی نہیں ہیں ۔ یہ کام چلا نہیں سکتے۔ ہمیں ان پر بھروسہ نہیں ہے۔ کیونکہ یہ کام بہت مشکل ہے اور بڑی ذمہ داری کا ہے۔ ہمارا ارادہ ہے کہ محمد صدیق سے ہم دستار واپس لے لیں ۔ میں نے کہا کہ شاہ نور میاں تمہاری دستار بندی کے خلاف ہیں اس لئے کہ یہ کام بہت دشوار اور مشکل ہے اور آپ تارک الدنیا ہیں ۔ محمد صدیق شاہ ان فرمایا کہ مجھے خود جناب پیرومرشد نے بشارت دی ہے کہ تم دستار کو واپس کر دو اور گدی نشینی سے دست بردار ہو جاؤ۔ اس لئے میں بخوشی دستار کو واپس کر دینے کو تیار ہوں۔ کیونکہ میری دستار بندی سے فساد ہوتا ہو تو میں اس سے باز آیا۔ اس پر میں نے اپنے دل میں خیال کیا کہ ہزاروں آدمیوں کے سامنے محمد صدیق شاہ کو عزت دار بنایا تھا۔ اب ان کو ذلیل کرنا برائی کی بات ہے۔ پھر میں شاہ نور میاں کے پاس آیا اور ان سے کہا کہ محمد صدیق شاہ کہتے ہیں کہ ہمیں مرشد پاک نے بشارت دی ہیکہ جس بات پر فساد کا اندیشہ ہو اسے ترک کرنا چاہیئے ،یعنی دستار واپس کر دو۔

چنانچہ محمد صدیق شاہ دستار واپس کرنے کے لئے بخوشی تیار ہو گئے۔ شاہ نور میاں نے پھر کہا کہ دستار کا حق تمہارا ہے۔ میں نے کہا مجھے مطلق اس بات کا لالچ نہیں ہے اور وہ اپنا بھائی ہے۔ اگر وہ اس قابل نہیں ہے تو ہمارا فرض ہے کہ ہم اس کی مدد کریں۔ شاہ نور میاں نے میری اس رائے کو پسند کیا۔ اور کہا کہ جو تمہاری مرضی

ہووہی ہمیں منظور ہے۔باقی خلاصہ میں اپنی سوانح حیات میں کروں گا۔

شیخ حسین کو مجاور مزار بنانے کا واقعہ : جناب حاجی محمد عبدالرحمن عرف سیلانی میاں کی جاء رحلت ان کے مدفن کی جگہ سے دوسو قدم کے فاصلہ پر جانب مشرق ایک جامن کے درخت کے نیچے ہے۔آپ کی رحلت کی خبر ہر سمت کو پھیلی تو عام شہرت ہوئی۔اور معتقدین چہار جانب سے آپہنچے چکلی والوں کا ارادہ تھا کہ آپ کی جسدِ خاکی کو چکلی لیجا کر دفن کریں گے۔اور رائے پور والے یہ چاہتے تھے کہ ہم آپ کو رائے پور لیجائیں شیوسنگھ پولس پٹیل ساکن پیپل گاؤں کی یہ رائے تھی کہ میں اپنے پیرومرشد کو اپنے کھیت میں دفن کروں اسی قیل وقال میں شیخ حسین نے سب سے دست بستہ عرض کیا کہ حضور کی نعش میرے کھیت میں رکھی جائے جس کا سروے نشان نمبر ۱۴۰ ہے جہاں آپ کا مزار شریف نہایت شان وشوکت سے تعمیر کیا جائے۔مقام مزار شریف کے اطراف تقریباً ۸ را ایکرز مین تم پنچوں کے سامنے مجرد سیلانی میاں کو دے چکا ہوں۔آپ سب لوگ گواہ رہنا۔کہ خلفاء کی زیر صدارت مین فرائض مجاوری کو انجام دیتا رہوں گا۔ جلسہ حاضرین نے شیخ حسین کی اس درخواست کو منظور کیا اور آپ کی تجہیز وتکفین سب کی متفقہ رائے سے شیخ حسین کے کھیت میں زیر درخت انبہ کی گئی۔خلفاء اور پنچ لوگوں نے شیخ حسین کو مجاوری پر مقرر کیا جس میں جاروب کشی بھی داخل تھی۔ یہ سلسلہ چند روز تک جاری رہا۔اور یہ خوش اسلوبی سے کام چلتا رہا۔بعد میں مجاور سے کچھ غلطیاں عمل میں آئیں جس کی وجہ سے خلفاء نے اور پنچوں نے شیخ حسین کو جاروب کشی سے موقوف کر دیا۔ یہ شخص ایک سال تک بھٹکتا رہا۔مگر خلفاء کی خوشامد درآمد کرنے سے ان کو اس کے حال زار پر رحم آگیا تو انھوں نے اس سے یہ اقرار کرایا کہ اپنے دادا پیر مجرد مولانا خیر الدین صاحب کے صندل عرس شریف کے لئے مبلغ ۲۵ روپیہ اپنی ذات خاص سے صرف کرتا رہوں گا۔اس شرط پر اسے جاروب کشی پر پھر بحال کر دیا گیا۔شیخ حسین اپنی حیات تک اس شرط پر قائم رہا۔اس کے بعد اس کی اولاد بھی چندروز اپنے باپ کے طریقہ کی پابندی کی مگر کچھ دن بعد اس کی اولاد بھی اپنے فرائض میں کوتاہی برتنی شروع کر دی۔ یہ بدانتظامی دیکھ کر خلفاء اور پنچ لوگوں نے اس کی اولاد کو مجاوری سے ہٹا دیا۔ ۱۹۳۹ء کے عرس شریف کے موقع پر خلفاء اور پنچوں نے انتظام اپنے ہاتھ میں لے لیا۔